جملہ حقوق محفوظ

اس ناول کے نام، مقام، کردار اور کہانی سے تعلق رکھنے والے اداروں کے نام فرضی ہیں

پبلشر ـــــ: سلطان محمد
زیر اہتمام ـــــ: کتابی دنیا لاہور
پرنٹر ـــــ:

پیشرس

"ایڈلاوا" کی پسندیدگی کا شکریہ ۔ بہتیرے دوستوں کی فرمائش کی بنا پر ایڈلاوا کی کہانی کے خاتمے کے بعد بھی عمران کو اٹلی ہی میں روکے رکھنا پڑا ہے اس سے اٹلی ہی میں عمران کی دو منفرد کہانیاں بھی پڑھیے۔ "بیمبو کیسل" ایسی ہی کہانی ہے۔ اس کا کسی دوسری کہانی سے تعلق نہیں۔ اس کے بعد "معصوم درندہ" ملاحظہ فرمائیے گا۔ یہ ڈوملائیٹس کے برفانی علاقے کی کہانی ہو گی۔ عمران کی ان دو کہانیوں کے بعد فریدی کا ناول پیش کرنے کا ارادہ ہے۔ اب آئیے اپنے سوالات کی طرف!

ایک صاحب نے پوچھا ہے کہ آخر آپ کب تک اپنے نام کے ساتھ بی۔ اے لکھواتے رہیں گے۔ اب تو بڑا مضحکہ خیز لگنے لگا ہے۔ اس سلسلے میں اس کے علاوہ اور کیا عرض کروں کہ میرے زیادہ پڑھنے والے میرا نام بی۔ اے کے دُم چھلے کے بغیر دیکھنا پسند نہیں کرتے انہیں اس پر کسی نقلی ابن صفی کا دھوکا ہوتا ہے۔ اور تو اور "دھماکہ" کے پروڈیوسر مولانا ہپی نے بھی مجھے اس سلسلے میں نہیں بخشا۔ گراموفون کے ریکارڈوں تک پر بی۔ اے کا ٹھپہ لگوا دیا ہے۔ اشتہارات میں "ابن صفی" ذرا سا۔ اور۔ بی۔ اے گز بھر کا لکھواتے ہیں۔ یونیورسٹی کے

ایک پروفیسر دوست نے ایک بار کہا تھا کہ اکسٹرنل سے ایم۔ اے بھی کر ڈالو میں نے کہا کیا فائدہ؟ کہلاؤں گا "بی۔ اے" ہی۔ خواہ ڈاکٹریٹ کیوں نہ لے لوں۔ کہنے لگے ٹھیک کہتے ہو "ابن صفی۔ ایم۔ اے" یا "ڈاکٹر ابن صفی" نقلی ہی معلوم ہوگا۔

میرے سلسلے میں پڑھنے والے عجیب ہیں۔ اپنی حالیہ تصویر کتاب کی پشت پر چھاپنی شروع ہی کی تھی کہ چاروں طرف سے شور اٹھا۔ پرانی ہی چلے گی۔ مونچھوں والا ابن صفی نہیں چلے گا۔ وہی پرانی تصویر بدستور چھاپتے رہو۔۔۔ اے دوستو۔ پبلک کے بے حد اصرار پر "ایڈلاوا" کی پشت پر وہی پرانی تصویر پھر چھاپنی پڑی۔ مطلب یہ کہ میں اپنی کسی حماقت کا خود ذمہ دار نہیں ہوں۔ مجھ سے زبردستی حماقتیں "سرزد" کرائی جاتی ہیں۔"

اس بار فلم "دھماکہ" سے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے بھی بے شمار خطوط آئے ہیں۔ واضح ہو کہ فلم کے پروڈیوسر مولانا ہیتی کے اعلانات کے مطابق "دھماکہ" دسمبر ۱۹۷۲ء کے دوسرے ہفتے میں ریلیز ہو جائے گی۔ آپ اخبارات میں اسی نوع کے اشتہارات بھی دیکھ ہی رہے ہوں گے۔ جی ہاں۔ اس فلم میں نہ صرف ظفر الملک اور جیمسن ہیں بلکہ ہیروئین بھی عمران ہی کے سلسلے کی ایک کہانی سے لی گئی ہے۔ ایسی ہیروئین جو آپ سب کو بے حد جاندار لگی تھی۔۔۔ میں نہیں بتاؤں گا بس دیکھ لیجئے گا۔۔۔ چلئے اسے بھی فلم ہی کے سسپنس میں شامل کر لیجئے۔ مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

جی ہاں۔۔۔!

دھماکہ کی ہیروئین بھی عمران ہی کے سلسلے کی ایک کہانی سے لی گئی ہے۔

والسلام

ابن صفی ۲/۱۲/۷۲

ان چاروں سے پیچھا چھڑا کر عمران نے سارڈینیا کی راہ لی تھی۔ پیچھا بھی اس طرح چھوڑا تھا کہ جولیا کو ایکس ٹو کا ایک لاسلکی پیغام ملا تھا جس کے مطابق وہ دو ہفتے کی چھٹیاں اپنی مرضی سے گزار سکتے تھے۔ اس کے بعد ڈیوٹی پر وطن واپس آنے کی ہدایت تھی۔

بہرحال اس نے انہیں پورٹو نینو میں چھوڑا تھا اور خود سارڈینیا آ پہنچا تھا۔ دو ہفتے اپنے ایک پرانے دوست اور آکسفورڈ کے ساتھی کاؤنٹ اولیاری میسیلینو کے ساتھ گزارنے کا ارادہ رکھتا تھا۔ اسے علم تھا کہ وہ ان دنوں اُول بیا میں چیف آف پولیس کی حیثیت سے متعین ہے۔ پرانے دوستوں میں کچھ ایسے بھی تھے جن سے اس کی باقاعدہ طور پر خط و کتابت رہتی تھی۔ اولیاری بھی ایسا ہی دوست تھا لیکن عمران نے اسے مطلع نہیں کیا تھا کہ وہ اس کے پاس پہنچ رہا ہے۔ سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ اُول بیا پہنچ کر سیدھا اس کے پاس نہیں چلا گیا تھا بلکہ ساحل کے ایک خوبصورت ریستوران میں دوپہر کے کھانے کی نیت سے داخل ہوا تھا اور یہاں دو عدد شلوار سوٹ دیکھ کر جی خوش ہو گیا۔ اس کے اپنے ملک کے معلوم ہوتے تھے دو قوی ہیکل آدمی جن میں ایک ادھیڑ تھا اور دوسرا نوجوان۔ دونوں تندہی سے گفتگو میں "مبتلا" تھے۔ اور اتنی اونچی آواز میں بول رہے تھے کہ دوسروں کے چہروں پر ناگواری کے آثار صاف پڑھے جا سکتے تھے۔ عمران نے ان کے قریب ہی کی میز سنبھال لی۔

ادھیڑ عمر والا نوجوان سے کہہ رہا تھا۔ "بڑے گندے ہوتے ہیں یہ سالے اطالوی بھی چوٹے اول نمبر کے۔ اور یونانی بھی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ لونڈیاں جیبیں کاٹ لیتی ہیں۔"

عمران انہیں بغور دیکھ رہا تھا۔ دفعتہً انہیں بھی اس کا احساس ہو گیا اور ادھیڑ عمر والے نے اسے گھور کر دیکھا۔ عمران میک اپ میں نہیں تھا۔ اول بیا میں علی عمران کی حیثیت سے داخل ہوا تھا۔ لیکن شلوار سوٹوں کے لیے ناممکن تھا کہ وہ اس کی قومیت کا اندازہ لگا سکتے۔ کیونکہ مغربی طرز کے لباس میں تھا اور سرخ و سفید رنگت اسے ترک یا ایرانی بھی باور کرا سکتی تھی۔ عمران کو خاصی دیر گھورتے رہنے کے بعد اس نے نوجوان ساتھی سے کہا۔ "ارے ان کو کیا کہیں۔ یہ اپنے سالے ترک اور ایرانی بھی کون سے بڑے اچھے ہوتے ہیں۔"

"سالے تو کسی قوم کے بھی اچھے نہیں ہوتے۔" دفعتہً عمران نے انگلی اٹھا کر کہا اور وہ دونوں چونک پڑے۔ عمران مسکرا کر بولا۔ "مغز چاٹتے ہیں۔ اپنا اور بہنوئیوں کا وقت ضائع کرتے ہیں۔ بھلا اب تک کتنی لونڈیوں نے تمہاری جیبیں کاٹی ہوں گی۔"

ادھیڑ آدمی قہقہہ لگا کر ساتھی سے بولا۔ "ابے یہ تو اپنی ہی طرف کا لگتا ہے۔"

پھر میز پر ہاتھ مار کر عمران سے کہا۔ "آجاؤ پیارے۔ تم بھی ساتھ ہمارے —!"

عمران سہمی سہمی صورت بنائے ہوئے اٹھا اور ان کے پاس جا بیٹھا۔ چہرے پر حماقتوں کے ڈونگرے برسنے لگے تھے۔

"کہاں سے آئے ہو؟" ادھیڑ آدمی نے پوچھا۔

"بی بی وال سے۔"

"بی بی وال؟" وہ اپنے داہنے کان کی لو کھینچتا ہوا بولا۔ "یہ کہاں ہے؟"

"میانوالی کے پاس!"

اس نے پھر قہقہہ لگایا اور بولا۔ "بڑے حرامی معلوم ہوتے ہو۔"

"ایسی ہی کچھ بات ہے۔ لیکن ایک بات سمجھ میں نہیں آئی۔ یہ اطالوی جو بڑے گندے اور چوٹے ہوتے ہیں۔ ہمیں نہ جانے کیا سمجھتے ہیں۔"

"کیا سمجھیں گے۔" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"جس کو بھی اپنی قومیت بتاتا ہوں تڑ سے پوچھتا ہے۔ چرس لائے ہو — حشیش تو ہو گی تمہارے پاس —؟"

دونوں کے چہرے اتر گئے۔ اور ادھیڑ آدمی نے جھینپی ہوئی ہنسی کے ساتھ کہا۔

"حرامی ہیں سالے۔"

"بالکل حلالی ہیں — ہم خود حرامی ہیں۔"

"کیوں بکواس کرتا ہے اوئے۔" ادھیڑ آدمی کو غصہ آ گیا۔

"تم نہ ہو گے۔" عمران نے شرما کر کہا۔ "میں تو ہوں۔"

نوجوان ہنس پڑا تھا۔ لیکن ادھیڑ آدمی سڑا سا منہ بنائے اسے گھورے جا رہا تھا۔ عمران اٹھا تھا اور پھر اپنی میز پر جا بیٹھا تھا۔ اس کے بعد اس نے محسوس کیا کہ کچھ لوگ خصوصی طور پر اسے توجہ اور دلچسپی سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ عقابی آنکھیں رکھنے والے تین اطالوی تھے۔ عمران نے طویل سانس لی۔ معاملہ اس کی سمجھ میں آ چکا تھا۔ شاید دونوں شلوار سوٹ زیر نگرانی تھے۔ اور عمران ریستوران میں ایک عدد سوٹ کیس سمیت وارد ہوا تھا۔ اس نے پھر ایک لمبی سانس کھینچی اور منہ چلانے لگا۔ جھینگا پلاؤ ہی مناسب رہے گا۔ وہ سوچ رہا تھا۔ اس کے ساتھ ہی رشین سلاد بھی مل سکے۔ تو کیا کہنا — ویٹر اس کے قریب آیا تو اس نے سب سے پہلے اسی کے بارے میں پوچھا تھا۔

"نہیں سی نور۔۔۔ غیر ملکی کوئی ڈش نہیں ہے۔" اس نے معذرت طلب کی۔

"اچھا تو — تم اپنا ہی سلاد لے آؤ۔"

"بہت بہتر سی نور۔"

تینوں اطالویوں کی نظریں اب بھی عمران کے سوٹ کیس ہی پر تھیں۔ یہ تو بہت برا ہوا۔ وہ سوچنے لگا۔ آئے تھے بغرض تفریح لیکن شاید چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوگا۔ ان شلواروں سے خواہ مخواہ الجھ بیٹھا۔ اور پھر کوئی ان مردودوں سے یہ پوچھے کہ اس طرح شلوار پہنے پھرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیوں اپنی قومیت جتاتے پھرتے ہو، چرس فروشو۔ کیا اس لئے کہ بغیر کنویسنگ کے گاہک مل جائیں۔ دیکھو کیا حشر ہوتا ہے تمہارا — دفعتاً نوجوان آدمی اپنی میز سے اٹھ کر عمران کے سامنے آ بیٹھا۔

"پہلوان کیا برا مان گئے۔" اس نے عمران سے کہا۔

"میرا نام عمران ہے۔ پہلوان میرے تایا ابا تھے۔ گاما کے اکھاڑے میں زور کرتے تھے۔"

"آدمی دلچسپ معلوم ہوتے ہو۔"

"مجھ سے زیادہ دلچسپ تم ہو کہ یہاں شلوار پہنے پھرتے ہو۔"

"کیوں کیا اپنے نیشنل ڈریس میں رہنا باعث شرم ہو سکتا ہے۔ یہ بھی تو ہمارے ملک میں جا کر وہی پہنتے ہیں جو یہاں پہنے پھرتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے... ٹھیک ہے.... لیکن کیا تمہیں علم ہے کہ تمہاری نگرانی ہو رہی ہے محض انہی شلواروں کی وجہ سے۔"

وہ اپنی آنکھ دبا کر ہنسا تھا۔ "گہرے معلوم ہوتے ہو استاد۔ ہاں مجھے معلوم کہ تین سادہ لباس والے ہمارے پیچھے لگے ہوئے ہیں۔"

"اور اب میں بھی ان کی لسٹ پر آ گیا ہوں۔" عمران ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔

"وہ میرے سوٹ کو للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ رہے ہیں۔"

"اوہ.... واہ —!"

"کیا تمہیں خوشی ہوئی۔"

"نہیں — ایسا تو نہیں ہے۔"

"کیا صرف تم دونوں ہی ہو؟"

"تمہیں اس سے کیا سروکار۔" وہ آنکھیں نکال کر بولا۔

"دیکھو نا —— میں خواہ مخواہ مارا گیا۔"

"کیوں دخل دے بیٹھے تھے ہماری باتوں میں۔"

"عادت بری بلا ہے پیارے بھائی۔"

وہ خاموشی سے عمران کو دیکھتا رہا پھر بولا۔ "برا ہوا کہ تم خود ہی مشتبہ ہو گئے۔"

"کیا مطلب؟"

"ہم تمہارے لئے اتنا کر دیتے کہ تمہیں سچ مچ سیاحت کے مزے آ جاتے۔"

"اب کر دو نا —!"

"فضول ہے۔ تمہارے سوٹ کیس نے گڑبڑ کر دی۔" اس نے عمران کے پیروں کے قریب رکھے ہوئے سوٹ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "ہو سکتا ہے یہاں سے اٹھنے سے قبل ہی دھر لئے جاؤ۔"

"ارے باپ رے —!"

"ہم نے تمہارے سوٹ کیس کی طرف تو دھیان ہی نہیں دیا تھا۔" وہ اٹھتا ہوا بولا۔ پھر عمران اسے روکتا ہی رہ گیا۔ لیکن وہ اپنی میز پر جا بیٹھا تھا۔ دفعتاً اس کے معمر ساتھی نے اطالوی میں چیخنا شروع کر دیا۔ "تم کیوں گئے تھے اس کے پاس — میں نے غلط تو نہیں کہا تھا کہ وہ منشیات کا غیر قانونی کاروبار کرنے والا معلوم ہوتا ہے۔"

عمران نے تیزی سے اپنی کھوپڑی سہلائی تھی اور سوٹ کیس کو قدموں کے پاس سے اٹھا کر سامنے میز پر رکھ لیا تھا۔

"پولیزیا..... پولیزیا" معمر آدمی دونوں ہاتھ اٹھا کر چیخا تھا۔

عمران نے دونوں ہاتھ سوٹ کیس پر رکھ لئے۔

"یہ دیکھو!" معمر آدمی دوسرے گاہکوں کو مخاطب کر کے چیخا۔ "اس کے سوٹ کیس میں ضرور کچھ ہے۔ میرے بیٹے سے کہہ رہا تھا کہ سوٹ کیس تم یہاں سے اٹھا کر مجھ سے پہلے نکل جانا۔ معقول معاوضہ ادا کروں گا۔ شاید اسے شبہ ہو گیا ہے کہ قانون کے محافظ اس کا تعاقب کر رہے ہیں۔"

ستم ڈھا دیا شلواروں نے۔ عمران سوچ رہا تھا۔ یہ شلواریں اپنی قوم کی نہیں معلوم ہوتیں۔ شاید اس قوم کی ہوں جو چرس سے زیادہ گانجے اور چانڈو کی رسیا ہے۔ بہر حال ان دونوں نے خود اس کی قومیت کا اندازہ بی بی وال۔ اور میاں والی کی بکواس سے لگا لیا ہو گا۔ اور اب اپنی کسی مقصد برآری پر کمربستہ ہو گئے ہیں۔

اس نے بوکھلائے ہوئے انداز میں سوٹ کیس کو میز پر سے اٹھا کر گود میں رکھ لینے کی کوشش شروع کر دی تھی۔ اور چہرے پر حماقتوں کی تہیں کہیں زیادہ دبیز ہو گئی تھیں۔ تینوں اطالوی سادہ پوش اپنی میز سے اٹھ کر اس کے قریب آ کھڑے ہوئے۔ گویا انہوں نے اسے نرغے میں لے لیا تھا۔

"پولیزیا — اُول بیا — !" ان میں سے ایک عمران کو گھورتا ہوا بولا۔ "تمہیں ہمارے ساتھ ہیڈ کوارٹر چلنا ہے۔"

"متفق..... ضرور..... لیکن ان دونوں کو بھی لے چلو۔ یہ خود فرشتے نہیں ہیں۔"

عمران نے احمقانہ انداز میں کہا۔ "میں ایک بے حد شریف آدمی ہوں۔ یہاں سے اٹھ کر جزیرہ

کیپ ریبا کی طرف روانہ ہو جاتا کیونکہ گیری بالڈی کے مزار کی زیارت کیلئے ادھر آیا ہوں۔"

"پہلے ہیڈ کوارٹر۔"

"ٹھیک ہے چلو..... مگر وہ دونوں۔"

"وہ بھی جائیں گے۔"

اور پھر یہی ہوا تھا۔ وہ تینوں پولیس کی گاڑی میں ٹھونس دیئے گئے تھے۔ اور عمران نے سادہ پوشوں سے پوچھا تھا۔ "میں کیپ ریبا کس طرح پہنچ سکوں گا؟"

"یہاں سے آرنسے چنیا ہوتے ہوئے پالاؤ جانا۔ پالاؤ سے فیری کے ذریعہ جزیرہ میڈے لینا پہنچ جانا اور وہاں سے کیپ ریرا۔"

"شکریہ آفیسر — !"

دونوں شلواریں خاموشی سے اسے گھورے جا رہی تھیں۔ اس سے زیادہ اس کے سوٹ کیس کو گھور رہی تھیں۔ جو اب اس کی چھاتی سے چپٹا ہوا تھا۔

"ہیڈ کوارٹر میں — میں صرف کاؤنٹ اُولیاری سے ملنا پسند کروں گا۔" عمران نے تھوڑی دیر بعد کہا اور سادہ پوش چونک کر اسے گھورنے لگے۔

"اس کے خلاف ہوا تو شاید تمہاری ملازمتیں خطرے میں پڑ جائیں۔"

"کاؤنٹ ذاتی طور پر بہت بڑے معاملات دیکھتے ہیں۔"

"میں بھی کوئی معمولی معاملہ نہیں ہوں۔ قطعی پسند نہیں کروں گا کہ اس سے کمتر عہدے کا کوئی آفیسر مجھے اپنا معاملہ بتائے۔"

"اس کا تصفیہ ہیڈ کوارٹر پہنچ کر ہو گا۔"

"میں نے آگاہ کر دیا تمہیں..... اپنے خسارے کے خود ذمہ دار ہو گے۔"

شلواروں نے معنی خیز نظروں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا تھا لیکن آواز نہیں نکالی۔

"تمہاری گاڑی میں لاسلکی ٹیلیفون موجود ہے۔" عمران کچھ دیر بعد بولا۔ "تم اسے آگاہ کر سکتے ہو کہ تم نے ایک ایسے غیر ملکی کو پکڑا ہے جو خود کو الو کا شاگرد کہتا ہے اور براہ راست اس سے گفتگو کرنے پر مصر ہے ---؟"

"الو کا شاگرد...؟" تینوں ہنس پڑے۔

عمران غصیلے لہجے میں بولا۔ "ابھی مجھ پر کوئی جرم ثابت نہیں ہو سکا ہے اس لئے میرا مضحکہ اڑانے کی کوشش تمہارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے۔"

تینوں یک بیک سنجیدہ نظر آنے لگے۔

پولیس چیف کے حوالے پر دونوں شلواریں کس قدر سراسیمہ نظر آنے لگی تھیں بہرحال انہوں نے لاسلکی فون پر ہیڈ کوارٹر سے رابطہ قائم کیا تھا اور عمران کے کہے ہوئے الفاظ دہرائے گئے تھے اور فون پر پولیس چیف سے گفتگو کرنے والا بغور عمران کی شکل دیکھتا ہوا کہہ رہا تھا۔ "جی ہاں جناب ... بالکل درست ... جناب یہی حلیہ ہے ..... بہت بہتر جناب .... بہت بہتر ---" اور پھر ریسیور کو ڈلیش بورڈ کے خانے میں رکھتا ہوا وہ عجیب انداز سے مسکرایا تھا۔ ان کے درمیان آپس میں سرگوشیاں ہوئی تھیں اور عمران کو اسی انداز میں دیکھتے رہے تھے جیسے وہ دنیا کے مشہور عجائبات میں سے ہو۔ شلواروں پر نہ جانے کیا گزر رہی تھی۔ دفعتاً معمر آدمی نے عمران سے پوچھا۔

"کیا پولیس چیف تمہیں جانتا ہے؟"

"ہاں وہ اچھی طرح جانتا ہے کہ منشیات کی تجارت میرا پیشہ نہیں --- میں صرف ایک مشاق قاتل ہوں -- نہ جانے کتنے قتل کر چکا ہوں۔ لیکن آج تک میرے خلاف کوئی ثبوت مہیا نہیں کیا جا سکا۔"

"کہاں سے آئے ہو؟"

"کہیں سے بھی نہیں --- اطالوی ہوں۔ اس کے باوجود اردو پنجابی اور سندھی روانی سے بول سکتا ہوں۔"

"میں یقین نہیں کر سکتا۔"

"ٹونٹی امرانو نام ہے۔"

"تت .... تو پھر ---؟"

"تم نے الزام لگایا تھا۔ اب چل کر ثابت کرنا۔ اور میرے سوٹ کیس میں اچار چٹنی اور مربے کے نمونے ہیں۔"

"تم نے پہلے کیوں نہیں بتایا تھا؟"

"محض اس لئے کہ تم ہم اطالویوں کو گندہ اور چور کہہ رہے تھے۔"

"یہ تو بہت برا ہوا۔" نوجوان نے معمر آدمی سے کہا۔

"اونہہ .... دیکھا جائے گا۔ میں اپنی ہی بات پر اڑا رہوں گا۔"

"ضرور .... ضرور .... پتہ نہیں آجکل حوالات میں کھٹملوں کی افزائش نسل کا کیا انتظام ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"بس اب تم خاموش ہی رہو۔" معمر آدمی غرایا۔

"واہ بھئی .... اب بھی نہ بولوں؟"

وہ اسے قہر آلود نظروں سے گھور کر رہ گیا تھا۔

ہیڈ کوارٹر پہنچ کر دونوں شلواریں براہ راست حوالات کی طرف لے جائی گئی تھیں اور عمران سادہ پوشوں کے ساتھ چیف کے آفس کی جانب چل پڑا تھا۔

"یہ بہت برا ہوا استاد۔" نوجوان معمر آدمی سے بولا۔

"میں تصور نہیں کر سکتا تھا کہ وہ اطالوی ہو گا۔"

"مجھے اس میں شبہ ہے۔" نوجوان کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"کیوں؟"

"اطالوی نہیں معلوم ہوتا۔ ویسے بالکل اطالویوں کے سے انداز میں اطالوی بولتا ہے۔"

"کیا اردو بھی اہل زبان کی سی اردو نہیں تھی؟"

"یقیناً تھی۔۔۔۔ اسی چیز نے تو شبہے میں مبتلا کیا ہے۔"

"بہرحال ہم نے جلد بازی سے کام لیا تھا۔"

"ویسے کیا میں ایک بات پوچھنے کی جرات کر سکتا ہوں ڈرجن استاد۔؟"

"دس پوچھو بالکے۔"

"اس بار تم نے شلوار سوٹ کا چکر کیوں چلایا تھا؟"

"ضروری نہیں کہ ہر بات بتا دی جائے۔" ڈرجن نے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"آنند سے تم نے کبھی کوئی بات نہیں چھپائی۔"

"یہ آنند کا اندازہ ہے لیکن حقیقت اس کے برخلاف ہو گی۔"

"میں نہیں سمجھا استاد۔!"

"اپنے کام سے کام رکھو۔ اسی میں ہماری بہتری ہے۔"

"جیسی استاد کی مرضی۔" آنند طویل سانس لے کر بولا۔

نصف گھنٹے کے بعد عمران بھی اسی طرف آتا دکھائی دیا۔ اس کے آگے پیچھے دو مسلح سپاہی چل رہے تھے۔ عمران کے ایک ہاتھ میں آموں کی نورتن چٹنی کا مرتبان تھا اور دوسرے سے وہ اپنی پتلون سنبھالتا جا رہا تھا۔ حوالات کا دروازہ کھلا اور اسے اندر دھکیل دیا گیا۔

"آ گئے تم بھی۔" معمر آدمی ہنس کر بولا۔

"تم لوگوں کی عنایت سے۔ اس مرتبان کے علاوہ اور سب کچھ ضبط کر لیا گیا۔"

"کیا الزام ہے؟"

"اگر تم لوگوں کے ساتھ نہ دیکھا گیا ہوتا تو کوئی بھی الزام نہیں۔ میرے خلاف آج تک یہ لوگ ثبوت فراہم نہیں کر سکے۔"

"ہم سے تو ابھی تک پوچھ گچھ ہی نہیں ہوئی۔"

"ہو گی۔۔۔ ہو گی۔۔۔ اب شاید تم ہی بلوائے جاؤ۔۔۔۔ شلوار سوٹ اور شبہہ۔"

اور پھر سچ مچ اس کا بلاوا آ گیا تھا۔ نوجوان وہیں رہ گیا تھا۔ شائد دونوں سے الگ الگ پوچھ گچھ کی جانے والی تھی۔

ان کے چلے جانے کے بعد عمران کی طرف متوجہ ہوا تھا۔ نوجوان اسے پہلے ہی سے گھورتا رہا تھا۔ نظر ملتے ہی بولا "تم اطالوی نہیں معلوم ہوتے۔"

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟"

"کیا تم پولیس چیف کو باور کرانے میں کامیاب ہو گئے ہو کہ تم اطالوی ہو؟"

"اگر اس میں اسے شبہ ہوتا تو باور کرانا پڑتا۔ اس قسم کا کوئی سوال ہی نہیں اٹھا تھا۔"

"ہم اٹھائیں گے۔" نوجوان بولا۔

"اور مجھے توران کا شہزادہ ثابت کر دینا۔"

"تم دیکھنا کہ تمہاری کیسی درگت بنتی ہے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ آخر تم دونوں میرے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو۔"

"تم نے ہمیں کیوں چھیڑا تھا۔"

"تم ہمیں گندہ اور چوٹا کیوں کہہ رہے تھے۔"

"اس لئے تم ایسے ہی ہو۔ اور ہمیں باور نہیں کرا سکتے کہ تم اطالوی ہو۔"

"جب [illegible] تے رہو گے۔" عمران نے کہا اور مرتبان سے چٹنی نکال نکال کر چاٹتا رہا۔

خائف نوجوان کے منہ میں پانی آنے لگا تھا۔ اس نے فرش پر تھوک کی پچکاری ماری اور دوسری طرف دیکھنے لگا۔

کچھ دیر بعد معمر آدمی واپس آیا۔ آپے سے باہر ہو رہا تھا۔ عمران کی طرف دیکھ کر دہاڑا "یہ سب تمہاری حرکت ہے۔"

"گگ... کیا مطلب؟" عمران ہکلایا۔

نوجوان آدمی کی باری تھی۔ مسلح سپاہی اسے ساتھ لے گیا۔

"کیا اسی طرح تمہاری قومیت بھی جانچی گئی تھی؟" معمر آدمی نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"گگ... کس طرح؟"

"خاموش رہو... میں سب سمجھتا ہوں۔"

"یار میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ اگر اپنا نام عبدالقدوس بتاتا ہے تو اس کی یہ پہچان ہو گی۔"

معمر آدمی لال بھبھوکا ہو کر اس پر جھپٹ پڑا تھا۔ عمران ایک طرف ہٹتا ہوا بولا "اگر تم عبدالقدوس ہی ہو تو وہ مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ تاؤ کھانے کی کیا ضرورت ہے۔ اس نے اپنا نام مدار بخش بتایا تھا۔ دیکھو اب وہ کیا نکلتا ہے۔"

"سنو خبیث آدمی! تم آخر اسے کیا پٹی پڑھا آئے ہو۔ وہ کہہ رہا تھا کہ تمہارے پاسپورٹ جعلی معلوم ہوتے ہیں۔ تم اس ملک کے نہیں ہو جس کے پاسپورٹ پر آئے ہو۔"

"نام بتاؤ گے عبدالقدوس... اور..."

"خاموش رہو۔ ہمارے نام ضرور غلط ہیں لیکن ہم اسی ملک کے باشندے ہیں جس کے پاسپورٹ پر آئے ہیں۔"

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ اچھا اپنا اصلی نام بتاؤ۔"

"ڈُرجن ڈیوڈ پال۔"

"اور مدار بخش کا۔؟"

"برکت مسیح!"

"تو یہ بات ہے... میرے ہی ملک سے تعلق رکھنے والے عیسائی ہو۔ لیکن پھر نام بدلنے کی کیا ضرورت کیوں پیش آئی تھی۔"

"آہا۔ ابھی تو تم اطالوی تھے۔ اتنی جلدی قومیت کیسے بدل لی۔"

عمران نے مرتبان سے چٹنی نکال کر زبان پر رکھی اور آہستہ آہستہ منہ چلانے لگا۔

"میری بات کا جواب دو!"

"اگر تم لوگ مجھے اُلو بنانے کی کوشش نہ کرتے تو اس جنجال میں کبھی نہ پڑتے۔"

"اب ہو گا کیا؟"

"تینوں کم از کم ایک ایک سال کی کاٹیں گے۔"

"اچھا تم بھی۔؟"

"ہاں... ہاں... میں بھی... میں زیادہ تر سرکاری ہی اخراجات پر گزارہ کرتا ہوں... بادشاہت ہے اپنی تو...؟"

"کیا نکلا تمہارے سوٹ کیس سے؟"

"اچار چٹنی مربّے... چٹنی کا ایک مرتبان تھا اور بقیہ خود ہتھیا لئے سالوں نے۔"

"یہ تو کوئی جرم نہ ہوا۔"

"چرس کے ایسنس کی ایک شیشی خود انہوں نے میرے سوٹ کیس میں ڈال دی تھی۔"

"اچھا تو یوں پھنس گئے" معمر آدمی نے قہقہہ لگایا۔

"سوال تو یہ ہے کہ آخر تم دونوں نے مجھے کیوں الجھانے کی کوشش کی تھی ؟"

"اپنی طرف سے ان تینوں کی توجہ ہٹا کر کام کرنا چاہتے تھے"

"خواہ میری گردن ہی کیوں نہ کٹ جاتی"

"قومی خدمت کے لئے قربانی دینی ہی پڑتی ہے"

"ہائیں... ہائیں... یہ تم اتنی روانی سے کیا بول گئے"

"شلوار سوٹ پہن کر اسی لئے تو گھوم رہے تھے کہ اپنی طرف کا کوئی پھنس جائے"

"خدا کے بندے وہ قومی خدمت والی بات..."

"پڑوسی ملک سے گانجہ اور مدک آ رہی ہے۔ ہماری چرس کو ناکام بنا دینے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے لئے کام کرنا ہے ہمیں"

عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔ قومی خدمت کی نئی مثال تھی ۔۔!

اتنے میں نوجوان بھی واپس آ گیا۔ وہ بھی غصے سے لال بھبھوکا ہو رہا تھا۔

"حد ہو گئی۔ ایسا تو کبھی نہیں ہوا" اس نے معمر آدمی کی طرف دیکھ کر کہا تھا۔

"سب اس کی شیطنت تھی۔ یہ ثابت کرنا چاہتا تھا کہ ہماری قومیت وہ نہیں ہے جو پاسپورٹ میں درج ہے۔ اور ہمارے پاسپورٹ جعلی ہیں"

"کیوں بے۔ ؟" وہ آنکھیں نکال کر دہاڑا۔

عمران نے سعادتمندانہ انداز میں سر کو اثباتی جنبش دی۔ اور وہ پاگلوں کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ پہلے ہی ہاتھ میں پیٹ سے فرش پر آ پڑا ہوگا۔ عمران چٹنی کے مرتبان سمیت دور کھڑا مسکرا رہا تھا۔ اس کا معمر ساتھی بھی گھونسہ تان کر عمران کی طرف بڑھا تھا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت دو مسلح گارڈ دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے رائفلوں کے کندے مار مار کر دونوں کو عمران کے پاس

سے ہٹا دیا اور اسے اپنے ساتھ لئے حوالات سے باہر آ گئے۔ دونوں چیخ چیخ کر گالیاں دے رہے تھے۔

"چیف آپ کے منتظر ہیں جناب!" ایک گارڈ نے بڑے ادب سے کہا۔ عمران اسے چٹنی کا مرتبان تھما کر اولیاری کے کمرے کی طرف چل پڑا۔

کاؤنٹ اولیاری میسیلینو اٹلی کے ایک قدیم معزز گھرانے کا فرد تھا۔ آکسفورڈ میں عمران کا کلاس فیلو رہ چکا تھا اور غالباً اس کی رگ رگ سے بھی واقف تھا۔

"شاید تم تفریح کی غرض سے آئے تھے" اس نے عمران کو گھورتے ہوئے کہا۔

"لیکن حادثات میرا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ وہ دونوں میرے ہی ملک سے تعلق رکھتے ہیں۔ کرسچین ہیں۔ میرا خیال غلط تھا۔ وہ یہاں قومی خدمت انجام دیتے ہیں"

"میں نہیں سمجھا"

"پڑوسی ملک کا گانجہ ہماری چرس کو شکست دینا چاہتا ہے"

"کھل کر کہو۔ بات اب بھی میری سمجھ میں نہیں آئی"

"گانجہ... چرس سے بھی سستا نشہ ہے۔ لیکن اس سے کہیں زیادہ تباہ کن وہ ہمارے پڑوسی ملک سے یہاں پہنچتا ہے"

"سوال یہ ہے کہ آخر تم لوگ ہمارے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو"

"ہم ساری دنیا کی بھلائی کے بارے میں سوچتے ہیں۔ یہ کیا بات ہوئی کہ کاؤنٹ میسیلینو خود تو اعلیٰ قسم کی شراب سے دل بہلائے لیکن بے چارے اوڈو ماہی گیر سے چرس پینے کا بھی حق چھین لینا چاہتا ہے۔ اس لئے ہم ان غریبوں کے لئے چرس بھجواتے ہیں۔ اور ہمارا پڑوسی ملک گانجہ بھجواتا ہے۔ گانجہ چرس سے سستا ہونے کی بنا پر اپنی کھپت یہاں بڑھانے لگا ہے۔ اس لئے چرس

کے لئے لمحۂ فکریہ۔ اگر تم چاہو تو ان دونوں کو گانجے کے سلسلے میں انفارمر بھی بنا سکتے ہو۔"

"میں چرس اور گانجے دونوں کو جہنم رسید کر دوں گا۔"

"نہ ..... نہ ..... نا ..... اس مسئلے پر سنجیدگی سے غور کرو۔ اگر تم چاہتے کہ تمہاری اعلیٰ قسم کی شرابیں محفوظ رہیں تو عوام کو گانجے اور چرس ہی میں الجھا رہنے دو۔"

"اب سیاست بگھارو گے۔" اولیاری میز پر ہاتھ مار کر بولا۔

"ساری دنیا میں شراب اور چرس کے درمیان کشمکش پائی جاتی ہے۔ اگر چرس کو فتح نصیب ہو گئی تو تم سب ڈوب جاؤ گے۔"

"میں اپنے علاقے میں منشیات کا غیر قانونی کاروبار ہرگز نہ ہونے دوں گا۔"

"تمہاری مرضی! میں نے تو تمہیں ڈھنگ کی بات بتائی ہے۔ انہیں چرس اور گانجے میں ڈوبا رہنے دو۔ ورنہ ان کی صحت مندی ایسا بھیانک انقلاب لائے گی کہ تم تصور بھی نہیں کر سکتے۔ یہ وبا سرمایہ دار کیمپ کی پھیلائی ہوئی ہے۔ اس کے ہاتھ مضبوط کرو۔"

"دماغ مت چاٹو میرا۔ بہت اچھا ہوا کہ تم آ گئے۔ اس سلسلے میں تمہیں میری مدد کرنی پڑے گی۔"

"ان دونوں کو انفارمر بنا لو۔ پہلے گانجے کا قلع قمع کرو۔ بعد میں چرس کی گردن بھی اڑا دینا۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو۔ مجھے یہی کرنا چاہئے۔"

عمران نے اسے اپنی ان دونوں سے گفتگو کی تفصیل بتا کر کہا۔ "وہ تمہارے آدمیوں سے پیچھا چھڑا کر گانجہ فروشوں کا قلع قمع کرنا چاہتے تھے۔ اسی لئے مجھے الجھانے کی کوشش کی تھی۔"

"کام کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔" اولیاری کچھ سوچتا ہوا بولا۔

"اچھا میں تو چلا گیری بالڈی کے مزار پر حاضری دینے۔"

"بیٹھ جاؤ! اتنے دنوں بعد ملے ہو۔ ابھی نہیں جا سکتے۔ میری بیوی تم سے مل کر بے حد خوش ہوگی۔ اس سے اکثر تمہارے تذکرے رہے۔"

"یہ اچار چٹنی اور مربے اسی کے لئے تو لایا تھا۔"

"تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ ان کی شوقین ہے۔"

"پیدرو نے لکھا تھا۔"

"اچھا وہ بدمعاش۔ اس سے بھی بہت دنوں سے ملاقات نہیں ہوئی۔ آجکل سسلی میں ہے شاید۔"

"اس کا مونگ پھلی کے تیل کا کارخانہ اچھا خاصا چل رہا ہے۔"

"میں تم سے پہلے کہتا تھا کہ تجارت کے علاوہ اور کچھ نہیں کر سکے گا۔ ارے ہاں تم کیا کر رہے ہو۔"

"مجھے کیا پڑی ہے کہ کچھ کروں۔ ابھی میرا باپ زندہ ہے۔ خوب کماتا ہے میرے عیش کے لئے۔"

"یہ کیا بکواس ہے۔"

"ہماری طرف باپوں کی زندگی میں اگر بچے ہاتھ پیر ہلائیں تو باپ برا مان جاتے ہیں۔"

"مت بکواس کرو!"

"خط لکھ کر پوچھ لو میرے باپ سے۔"

"وہ اب بھی ڈائرکٹر جنرل ہیں انٹیلیجنس بیورو کے؟" اولیاری نے پوچھا۔

"اور مرتے دم تک رہیں گے۔ ابھی ان کی عمر ہی کیا ہے۔"

"تم جیسے تھے اب بھی ویسے ہی ہو۔ شادی وادی بھی کی یا نہیں؟"

"کون شادی کرے گی ایسے سے جس کا باپ ابھی زندہ ہو" عمران بولا۔

"چلو اٹھو۔ گھر چلتے ہیں۔ تمہیں میرے ساتھ ہی قیام کرنا پڑے گا۔ اگر کسی ہوٹل میں ٹھہرے تو ہتھکڑیاں ڈلوا کر بلواؤں گا۔"

"ان دونوں کا کیا ہوگا۔؟"

"فی الحال بند رہنے دو۔ تمہارے مشورے کے مطابق انہیں انفارمر ہی بناؤں گا۔"

"ٹھیک ہے — چلو۔!"

— — —

اولیویا ایک ہنسنے ہنسانے والی گڑیا سی عورت تھی۔ عمران سے مل کر بے حد محظوظ ہوئی اور اپنے شوہر کی طرف دیکھ کر بولی "یہ بالکل ویسے ہی ہیں جیسا نقشہ تم نے کھینچا تھا۔"

"صورت پر نہ جانا۔ بے حد خطرناک آدمی ہے۔ لندن میں مکلارنس کا گروہ اسی نے توڑا تھا ورنہ سکاٹ لینڈ یارڈ والوں کو دانتوں پسینے آ گئے تھے۔"

"یقین نہیں آتا۔"

"اللاہ ہے سسٹر۔ یہ تمہارا اولیاری اول درجے کا جھوٹا ہے۔"

"کیوں؟" وہ اولیاری کی طرف مڑی۔

"اس کی باتوں میں نہ آنا۔ اس کا باپ اپنے ملک میں انٹیلیجنس بیورو کا ڈائرکٹر جنرل ہے۔"

"اوہ — اور تمہاری شکل ایسی ہے" وہ عمران کے چہرے کے قریب انگلی نچا کر ہنسی تھی۔ اور عمران بھی احمقانہ انداز میں ہنس پڑا تھا۔

"انہیں مونیکا سے ضرور ملانا۔ دونوں بہت محظوظ ہوں گے" اولیویا بولی۔

"اب تو ہاتھ آیا ہے۔ بس تم دیکھنا کیسی درگت بناتا ہوں" اولیاری نے بائیں آنکھ دبا کر کہا۔

"مرسی فل گاڈ —" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

"مونیکا کو رات کے کھانے پر بلوایا ہے" اولیاری نے بیوی سے کہا۔ "پہلے مرسیانو میں رقص کریں گے۔ پھر واپس آکر کھانا کھائیں گے۔"

"اور... رقص کرو گے" عمران ہکلایا۔

"کیوں... کیا تم نہیں کرتے؟"

"سب بھول بھال گیا"

"ہم یاد دلائیں گے... تم مونیکا کو پسند کرو گے" اولیویا بولی۔

"دیکھو! کاؤنٹس اولیویا اولیاری میسینو وغیرہ وغیرہ۔ میں ایک تنہا آدمی ہوں۔ سوسائٹی میں بہت کم موو کرتا ہوں۔ کہیں لوگ مجھے الو نہ سمجھ بیٹھیں۔"

"جب ہم دونوں ہی سمجھ رہے ہیں تو دوسروں پر ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے" اولیاری چہکا۔

"اچھی بات ہے" عمران نے ٹھنڈی سانس لی۔

ادھر کاؤنٹ رومانش میں اپنی بیوی سے بولا۔ "تم دیکھنا کہ کسی خاص دھن پر ناچتے ناچتے اپنے موشن ایجاد کر بیٹھے گا اور دوسرے ناچنا بھول جائیں گے۔"

"اچھا" کاؤنٹس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئیں۔

"اور پیارے کاؤنٹ! مجھے رومانش بھی آتی ہے" عمران نے مسمسی صورت بنا کر کہا۔

"تم نے دیکھا" اولیاری نے دونوں ہاتھ اٹھا کر قہقہہ لگایا۔ "میں تمہیں یہی دکھانا چاہتا تھا۔"

"واقعی مانتی ہوں" وہ عمران کو شرارت آمیز نظروں سے دیکھتی ہوئی بولی۔

"مونیکا بھی کیا یاد کرے گی۔"

"بس تم اسے فون کر دو۔ آج بھی تفریح ہو گی" اولیاری عمران کے شانے پر ہاتھ مار کر بولا۔ "تمہاری عبادت کا وقت تو نہیں ہوا"

"صبح سورج نکلنے سے قبل"

اور پھر اولیاری اپنی بیوی کو اس کی عبادت کے بارے میں بتانے لگا تھا۔

"اچھا وقت کٹے گا" وہ ہنس پڑی۔

عمران الوؤں کی طرح اداس بیٹھا تھا۔

پھر اولیویا وہاں سے چلی گئی تھی۔ اور اولیاری سنجیدگی اختیار کر کے عمران کو بغور دیکھتا رہا تھا۔ پھر وہ تھوڑی دیر بعد بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "قدرت مجھ پر مہربان معلوم ہوتی ہے کہ تم اس طرح اچانک یہاں پہنچ گئے"

"اوہو۔ تو کیا کسی دشواری میں ہو" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"یہی بات ہے پیارے۔ اور میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں"

"میں نہیں سمجھا"

"ساری دنیا میں منشیات کی ناجائز تجارت کی پشت پر ایک طاقتور سینٹر ہے اتنا طاقتور ہے کہ پریسیڈنٹ کو بھی اس کا خیال رکھنا پڑتا ہے۔ اور مجھ جیسے خاندانی آدمی کو اس قصاب زادے کا احترام کرنا پڑتا ہے۔ خیر اس کی تو کوئی بات نہیں کل ہمارا زمانہ تھا آج اس کا زمانہ ہے۔ لیکن میں اسے پسند نہیں کرتا کہ قانون بنانے والے خود ہی قانون شکنی کے مرتکب ہوں"

"تو پھر تم مجھ سے کیا چاہتے ہو!"

"چرس فروشی!"

"گھاس تو نہیں کھا گئے"

"میری ایک اسکیم ہے۔ اس طرح سانپ بھی مر جائے گا اور لاٹھی بھی نہیں ٹوٹے گی"

"کیا اسکیم ہے"

"ابھی نہیں بتاؤں گا۔ دو تین دن عیش کرو۔ اس کے بعد دیکھا جائے گا۔ تمہارے ملک کے دونوں اسمگلر اس خوش فہمی میں مبتلا ہیں کہ ان کا سابقہ تمہارے پڑوسی ملک کے اسمگلروں سے ہے۔ ایسا نہیں ہے پیارے! اگانجے اور جانڈر کی سرپرستی وہی سینیٹر کر رہا ہے۔"

"ارے دونوں جہنم میں جائیں" عمران سر ہلا کر بولا "کیا تم سمجھتے ہو کہ مجھے اپنی چرس سے دلچسپی ہے"

"کاؤنٹ میسینو.... پلیز—!"

"ہنلو! جنہیں پیٹ بھر روٹی نصیب نہیں وہ سستے نشوں سے اپنی قبریں کھود رہے ہیں۔ اس قصاب زادے کو صرف اس سے دلچسپی ہے کہ سوئٹزرلینڈ کے بینک اس کی کمائی سے بھرتے رہیں"

"واقعی قصاب زادہ ہے"

"یقین کرو۔ اس کی یہی ذہنیت روزانہ سیکڑوں کو قبر میں پہنچا رہی ہے۔ پندرہ سولہ سال کے بچے بھی سستے نشوں کے عادی ہوتے جا رہے ہیں۔ دن بھر میں جتنا کماتے ہیں۔ اس کا بیشتر حصہ منشیات پر صرف کر دیتے ہیں اور خشک روٹی کے ٹکڑے پانی میں بھگو بھگو کر حلق سے اتارتے رہتے ہیں"

"بڑا اچھا انتقام لیا ہے مشرق نے مغرب سے"

"اتر آئے کمینگی پر۔ ارے اولیاری کا دل پوری انسانیت کے لئے دکھتا ہے"

"تب تو کچھ نہ کچھ کرنا ہی پڑے گا۔

"سوچو کیا کر سکتے ہو۔ تمہارے ملک کے اسمگلرز کو رہا کر دوں گا۔ معلوم کرو کہ ان کے ساتھ اور کتنے آدمی ہیں۔ ایک گروہ ترتیب دو.... اور.... اور—!"

"مٹی پلید کر دی تم نے میری۔ غالباً تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ میں اس گروہ کے سرغنہ کی حیثیت سے تمہارے قصاب زادے سے ٹکرا جاؤں"

"چلو خود مجھے یہ مضحکہ خیز تجویز پیش نہیں کرنی پڑی۔ تم خود ہی سمجھ گئے"

"تم چاہتے ہو کہ تم محض تماشائی بنے رہو۔ اور اس قصاب زادے کا صفایا ہو جائے"

"تم میرے خیالات پڑھ رہے ہو عمران"

"قاتل بنانا چاہتے ہو مجھے"

"انسانیت کے مفاد میں۔ مکلارنس کس کے ہاتھوں فنا ہوا تھا"

"ہوں.... اوں.... خیر سوچیں گے"

"ابتداء اس کے چھوٹے موٹے اڈے سے کرو۔ اور پھر اس جگہ تک جا پہنچنا جہاں منشیات کا ذخیرہ کیا جاتا ہے"

"کیا تم اس جگہ کی نشاندہی کر سکو گے"

"کیوں نہیں۔ لیکن اس کی جرأت نہ کر سکوں گا کہ اس قصاب زادے کی طرف انگلی بھی اٹھا سکوں۔ کیونکہ اس کے خلاف کچھ بھی ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اس کی موت کے بعد سارڈینیا کی پولیس عوام کو اس کی کہانی ضرور سنا سکے گی"

"غالباً خاصے ہنگاموں کے بعد اس کی موت چاہتے ہو"

"بالکل یہی بات ہے۔ تم تو اب زیادہ رواں ہو گئے ہو"

"دیکھو بیٹے۔ معاملہ خطرناک ہے ذرا سوچ کر.... سمجھ کر"

"میں الو نہیں ہوں سمجھے...." اولیاری آنکھ نکال کر بولا "تمہارے وہ دونوں آدمی اسی کا فیصلہ نہیں کر سکے تھے کہ ان کا تعاقب پولیس کر رہی ہے یا سینیٹر قصاب زادہ کے آدمی۔ لہٰذا انہوں نے ویسا لباس پہننا شروع کر دیا جیسے تمہارے یہاں کے سیاسی

لیڈر عام طور پر پہنتے ہیں۔"

"میں سمجھ رہا ہوں... کہتے چلو..." عمران سر ہلا کر بولا۔

"وہ معلوم کرنا چاہتے تھے کہ تعاقب کرنے والے حقیقتاً کون ہیں۔ اسی لئے تم سے الجھے تھے... اور انہوں نے معلوم کر لیا۔"

"تو تم نے سب کچھ اگلوا لیا ان سے؟"

"قطعی نہیں۔ میں نے اس موضوع پر گفتگو ہی نہیں کی۔ میرا اپنا اندازہ ہے۔"

"درست ہی معلوم ہوتا ہے۔" عمران نے پر تشویش لہجے میں کہا۔

"اب تک ان کے کئی آدمی مارے جا چکے ہیں۔ اور وہ یہی سمجھتے ہیں کہ تمہارے پڑوسی ملک کے اسمگلر ان کے دشمن ہو گئے ہیں۔ اسی لئے ان میں اتنا جوش و خروش پایا جاتا ہے۔"

"ہاں ہاں میں سمجھ رہا ہوں۔"

"اب غالباً تمہیں راہ عمل متعین کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے گی۔"

"تمہارا اپنے بارے میں کیا خیال ہے؟" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"میں نہیں سمجھا۔"

"کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ تمہارے آفس میں سنیٹر کے آدمی نہ ہوں گے؟"

"میں ان سے اچھی طرح واقف ہوں۔ اور محتاط رہتا ہوں۔"

"گڈ۔۔!"

اولیاری خاموشی سے اسے دیکھتا رہا۔ عمران کسی گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا۔

– – –

مونیکا جھکی ٹائپ کی ایک خوبصورت لڑکی ثابت ہوئی۔ عمران ہی کے مشورے پر اس کا تعارف شمال کے ایک خانہ بدوش شکاری کی حیثیت سے کرایا گیا تھا اور وہ برا سا منہ بنا کر بولی تھی۔ "مجھے ایسے خانہ بدوش پسند نہیں جو اتنے مہذب ہو گئے ہوں۔" اس ریمارک پر عمران نے احمقانہ انداز میں دانت نکال دیئے تھے۔ کچھ بولا نہیں تھا۔

"اس کے باپ نے اسے آکسفورڈ میں تعلیم دلائی تھی۔" اولیاری بولا۔ "میرا کلاس فیلو تھا۔"

"اب بھی شکار کھیلتے ہو؟" مونیکا نے پوچھا۔

"کیوں نہیں! اسی پر بسر اوقات ہے۔ اور یقین کرو کہ کاؤنٹ اولیاری سے زیادہ کماتا ہوں۔"

"ذرا اپنی مادری زبان تو سناؤ۔"

"ماں ہوتی تو ضرور سناتا۔ دوسری خواتین کے سامنے مادری کہتے ہوئے شرم آتی ہے۔"

"تم جھوٹے ہو۔ اولیاری! یہ شمال کا خانہ بدوش نہیں ہے۔ تم مجھے بے وقوف بنانے کی کوشش کر رہے ہو۔ یہ بے چارہ تو کسی بے حد شائستہ پادری کی اولاد معلوم ہوتا ہے۔"

دفعتاً عمران نے رومانش ملی ہوئی جھٹکے دار اطالوی بولنی شروع کر دی۔ وہ کہہ رہا تھا ”مجھے غصہ نہ دلا لڑکی۔ ورنہ تیری ماں قبر میں روئے گی۔ میری رائفل سونے کی گولیاں نہیں اگلتی۔ سفید بھیڑیوں کے جھنڈ کی قسم! میں بہت بُرا آدمی ہوں۔“ اس کی آنکھیں سرخ ہو گئی تھیں۔ اور دہانہ کسی وحشی درندے کے دہانے سے مشابہ نظر آنے لگا تھا۔

دونوں عورتیں کانپ کر رہ گئی تھیں۔ اور اولیاری کے چہرے پر بھی ہوائیاں اڑنے لگی تھیں۔ اور پھر اس نے سنبھالا لیا تھا۔ عمران کا بازو پکڑا اور اسے دوسرے کمرے میں لے آیا۔ اور اب اس کے چہرے پر نظر پڑی تو پھر وہی پہلی سی حماقت کا سماں طاری تھا۔

”مکار اعظم!“ اولیاری اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

”پھر کیا کرتا۔ کس طرح یقین دلاتا کہ میں سردار ٹوگو نوناٹا کا بیٹا ایک ٹُبا دوسرا سردار لوبو نوناٹا ہوں۔

”ارے نام بھی رکھ لیا اتنی جلدی۔“

”ابھی تھوڑا ہی پیدا ہوا ہوں۔“

”سوال تو یہ ہے کہ اب عورتوں کا موڈ کیسے ٹھیک ہوگا۔“

”خود ہی ٹھیک کر دو جا کر۔!“ عمران نے لاپرواہی سے کہا ”یہ مونیکا بہت عقلمند معلوم ہوتی ہے۔“

”میں نہیں سمجھا۔“

”آخر تمہارے بیان کی تصدیق کرنے پر کیوں تل گئی تھی۔“

”جھکی ہے۔“

”میں نہیں سمجھتا۔“

”ارے ابھی دس پندرہ منٹ پہلے تو تم ملے ہو اس سے۔“

”دس ہزار سال سے جانتا ہوں ایسی عورتوں کو۔“

”کہنا کیا چاہتے ہو؟“

”میرا خیال ہے کہ قصاب زادے نے تمہاری زندگی کا کوئی خانہ خالی نہیں چھوڑا ہے۔“

”یعنی کہ.... یعنی کہ....“

”کب سے جان پہچان ہے اس لڑکی سے۔“

”شاید پچھلے سال کی بات ہے۔“

”اور تم یہاں کب سے متعین ہو۔“

”ڈیڑھ سال سے۔“ اولیاری اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا ”مجھے زیادہ الجھن میں نہ ڈالو۔“

”پہلے تم سے ملی تھی یا اولیویا سے؟“

”اولیویا سے۔“

”بے حد چالاک معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ براہ راست تمہی سے مل بیٹھنے میں کیا قباحت تھی۔ اب بھی خاصے جھینپے لگتے ہو۔“

”میرا موڈ بھی چوپٹ کر دیا تم نے۔“

”اب سمجھا۔“

”کیا سمجھے۔؟“ اولیاری پھاڑ کھانے والے لہجے میں بولا۔

”یہی کہ تم دونوں اس سے اس حد تک بے تکلف ہو گئے ہو کہ اپنی آنتیں بھی نکال کر اس کے سامنے ڈھیر کر دیتے ہو۔“

اولیاری نے اپنا نچلا ہونٹ دبا لیا تھا اور اس کی پیشانی پر سلوٹیں

"میں تو ہمیشہ محتاط رہا ہوں" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ "لیکن اولیویا کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔"

"اولیویا کو علم ہے قصاب زادے کے قصے کا۔ کیوں؟" عمران نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"ظاہر ہے... بھلا اپنی الجھنیں اور کسے بتاؤں گا۔"

عمران نے طویل سانس لی اور دروازے کی طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "بہر حال اب اولیویا کو سمجھا دو کہ میری خانہ بدوش والی حیثیت برقرار رہنی چاہیئے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ کبھی باتوں کی رَو میں اصلیت اگل بیٹھے۔"

"خداوندا... ! کہیں اس نے اتنی دیر میں اگل ہی نہ دیا ہو۔ محض مونیکا کو مطمئن کرنے کے لئے۔ تمہاری اصلیت بتا دی ہو۔ اسے یہ باور کرانے کے لئے کہ وہ صرف مذاق تھا۔"

"جاؤ دیکھو! تم دونوں ہی بہت عقلمند ہو۔"

اولیاری چلا گیا تھا۔ عمران صوفے پر نیم دراز ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اولیاری واپس آیا اور بولا۔ "نہیں! اولیویا نے تمہارے بارے میں کچھ بھی نہیں کہا۔"

"شکریہ! اب چلو میں نارمل ہوں۔ اس سے معافی مانگ لوں گا۔"

"یہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔" اولیاری جلدی سے بولا۔

عمران نے لاپروائی سے شانوں کو جنبش دی۔ اور سٹنگ روم میں واپس آ گیا۔

"سینوریٹا" اس نے مونیکا کے سامنے کسی قدر خم ہو کر کہا۔ "کبھی کبھی میری رگوں میں ان قدیم چرواہوں کا لہو چیخنے لگتا ہے۔ جنہوں نے جینووا بسایا تھا۔ وہ شمال ہمالے آئے تھے۔"

"تم ایک حیرت انگیز آدمی ثابت ہوئے ہو" وہ ہنس کر بولی۔ "تم سے مل کر

خوشی ہوئی۔ مجھے ایسے ہی لوگ پسند ہیں جو بیک وقت درندے بھی ہوں اور مہذب بھی۔"

"شکریہ! میں تو سمجھا تھا کہ آپ مجھے کبھی معاف نہ کریں گی۔"

"مونیکا بڑی فراخدل ہے۔" اولیویا جلدی سے بول پڑی۔

"سوال تو یہ ہے کہ ہم یہاں کیوں جھک مار رہے ہیں۔ مرسیانو کی کیا رہی؟" اولیاری نے کہا۔

"ضرور... ضرور... چلو اٹھو۔" مونیکا نے اولیویا کو مخاطب کیا تھا۔

مرسیانو کا ریکریئیشن حال ہلکی موسیقی کے سیلاب میں بہا جا رہا تھا۔ سلو موشن والا رقص جاری تھا۔ اولیویا اور مونیکا لاؤنج میں جا بیٹھی تھیں۔ اولیاری نے عمران کو الگ لے جا کر کہا۔ "اولیویا سے رقص کی درخواست نہ کرنا۔"

"کیوں؟ کیا میرے جسم پر کانٹے اگ آئے ہیں۔"

"یہ بات نہیں! مونیکا کو لے جاؤ۔ اچھا اثر پڑے گا۔ اور مجھے اولیویا سے گفتگو کرنے کا موقع بھی مل جائے گا۔ دراصل تمہارے خیال دلانے سے مجھے کچھ بے چینی سی ہو گئی ہے۔ میں معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ مونیکا اس سے اب تک علیحدگی میں کس قسم کی باتیں کرتی رہی ہے۔"

"ٹھیک ہے... میں سمجھ گیا۔" عمران نے سر ہلا کر کہا۔

پھر اس نے مونیکا ہی سے رقص کی درخواست کی تھی۔ جو فوراً قبول کر لی گئی۔ وہ رقاصوں کی بھیڑ میں آ ملے۔ کچھ دیر خاموش رہ کر مونیکا بولی۔ "زندگی میں پہلی بار مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ کوئی مرد میرا ہم رقص ہے۔"

"پہلے تم نے اس طرف توجہ ہی نہ دی ہو گی۔" عمران بولا۔

"یہ بھی ٹھیک ہے۔" وہ سر اٹھا کر اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی۔

عمران نے آنکھیں بند کر لیں۔

"کیوں... کیوں؟" وہ اس کا شانہ دبا کر بولی۔ "کہیں مجھے لے کر گر نہ پڑنا۔"

"مجھے بھی تم سو فیصد عورت لگ رہی ہو۔"

"تو آنکھیں کھولو نا۔ تمہاری آنکھیں بہت خوبصورت ہیں اور عام حالات میں تم معصوم اور سادہ لوح لگتے ہو۔"

"شکریہ! تمہارے جسم کی آنچ مجھے پگھلائے دے رہی ہے۔"

"چلو کچھ دیر کے لئے کسی ریفریجریٹر میں رکھ دوں۔" وہ تڑ سے بولی اور عمران ہنس پڑا۔

"بے حد ذہین اور حاضر جواب بھی ہو۔"

"مجھے اپنے بارے میں بتاؤ۔"

"اپنے بارے میں کیا بتاؤں۔ میری زندگی میں رائفل اور سفید بھیڑیوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں برف پوش چٹانوں پر ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہوں۔"

"کتنے بچے ہیں؟"

"میں خود ہی ابھی بچہ ہوں۔ شادی کہاں ہوئی ہے ابھی۔"

"کیوں نہیں کی ابھی تک شادی۔"

"بڑھاپے میں کروں گا جب ہاتھ پیر تھکیں گے۔ کسی ایسی بوڑھی بیوہ سے کروں گا۔ جس کے کم از کم تین عدد جوان بیٹے بھی ہوں اور میرے لئے شکار کر کے لا سکیں۔"

"بہت چالاک ہو! لیکن کیا یہ ضروری ہے کہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے اور اس حد تک مہذب ہو جانے کے باوجود بھی تم اپنی روایات سے اس طرح چمٹے رہو۔"

"کوئی دوسرا پیشہ اتنا منفعت بخش نہیں ہے۔"

"بہتیرے پیشے ہیں جو منفعت بخش بھی ہیں اور تمہاری دلاوری کو بھی زنگ بھی

نہیں لگنے دیں گے۔"

"مجھے تو ایک بھی ایسا پیشہ نہیں نظر آتا۔ تعلیم حاصل کرنے کے بعد قلم دوات سنبھالو اور کسی گوشے میں بیٹھ رہو۔ پتہ نہیں کیوں میرے باپ نے مجھے اعلیٰ تعلیم دلوائی تھی۔"

"تم نے پوچھا نہیں؟"

"کس میں جرأت ہے کہ اس کے سامنے زبان کھول سکے۔ بے حد خونخوار آدمی ہے۔ تم براہ راست اس کی آنکھوں میں دیکھنے کی جرأت نہیں کر سکتیں۔"

"شاید کچھ دیر قبل اس کی ہلکی سی جھلک دیکھ چکی ہوں۔"

"اوہ جب مجھے غصہ آ گیا تھا۔" عمران کھسیانی سی ہنسی کے ساتھ بولا۔ پھر وہ لاؤنج میں آ بیٹھے تھے۔ مشروبات کا دور شروع ہوا تھا۔

"ارے تم شراب نہیں پیتے۔" مونیکا چونک کر بولی۔

"شراب سے مجھے نزلہ ہو جاتا ہے۔ ڈاکٹروں نے منع کر دیا ہے۔"

"اس حد تک مہذب ہو جانا بھی درست نہیں۔"

"کیا کیا جائے صحت کا معاملہ ہے۔"

"کاؤنٹ! تمہارا دوست دنیا کا آٹھواں عجوبہ ہے۔"

"میں بھی یہی محسوس کرتی ہوں۔" اولیویا بولی۔ اولیاری اس ریمارک پر خاموش ہی رہا۔

"تم کچھ سست نظر آ رہے ہو خلاف معمول۔"

"نن... نہیں.... ایسی کوئی بات نہیں! دراصل لوکو سے مرعوب ہو گیا ہوں۔" اولیاری بولا۔

"اگر یہ بات ہے تو مجھے صبح ہی رخصت ہو جانا چاہئے۔" عمران نے ٹھنڈی

سانس لے کر کہا۔

"اپنی مرضی کے مختار تو نہیں ہو" اولیویا بول پڑی۔

مونیکا نے اتنی ہی پی تھی کہ طوفانی رقص کے لئے جسم میں توانائی آجائے۔ عمران کو بھی ترغیب دیتی رہی تھی —— پھر تیز موسیقی شروع ہوئی تھی۔ ابتداء ہی سے اٹھان میں تیزی تھی۔ طوفانی رقص شروع ہوا۔ عمران تھوڑی دیر تک انہی لوگوں کے سے انداز میں رقص کرتا رہا تھا۔ لیکن پھر اس نے اپنے موشن دینے شروع کئے۔ مونیکا گڑبڑا گئی۔ لیکن پھر اسے اندازہ ہوا کہ اس کے یہ نئے موشن موسیقی کی حدود سے باہر نہیں جا رہے۔ لہٰذا وہ تو اپنے ہی طور پر ناچتی رہی لیکن عمران نے وہ بھنگڑا ڈالا کہ دوسرے ناچنا چھوڑ کر اس جوڑے کے گرد دائرہ بنا کر کھڑے ہو گئے۔ پھر کیا تھا۔ کئی مووی کیمرے چل پڑے تھے۔ سوسائٹی میگزینوں کے فوٹوگرافرز کیمرے سنبھالے ہوئے ان کے دائیں بائیں چکر لگانے لگے تھے۔ مونیکا کی باچھیں کھلی پڑ رہی تھیں۔ ادھر اولیاری اپنی بیوی سے کہہ رہا تھا۔

"وہ دیکھو! ہو گئی کوئی حرکت۔ آؤ چل کر دیکھیں۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا"

اولیویا بھی کلکاریاں مارتی ہوئی اٹھی تھی۔ ادھر عمران رنگ جما رہا تھا مونیکا قہقہے لگا رہی تھی۔ اور اپنے ہی انداز میں رقص کئے جا رہی تھی۔ لیکن اس کے باوجود بھی کوئی یہ نہ کہہ سکا کہ دونوں کے درمیان ہم آہنگی نہیں ہے"

"دیکھو... ذرا دیکھو" اولیاری پرجوش لہجے میں بولا "کتنے کیمرے چل رہے ہیں" رقص کے اختتام پر ہمارا ناطقہ بند ہو جائے گا۔ پریس والے گھیر لیں گے۔ اور جب انہیں یہ معلوم ہوگا کہ یہ لوبو یعنی نوناٹا کا بیٹا میرا مہمان ہے تو۔ پھر... پھر بس صبح کے اخبارات دیکھ لینا"

"واقعی ہم یہاں گھر جائیں گے" اولیویا بولی "رقص ختم ہوتے ہی کسی طرح نکل چلو"

"واہ... اتنا شاندار موقع ہاتھ آیا ہے پبلسٹی کا... اسے کس طرح ضائع کر سکتا ہوں۔ اگر کوئی گروپ فوٹو بھی ہو گیا تو مزہ آجائے گا"

"لیکن سنو؟" اولیویا آہستہ سے بولی "وہ حقیقتاً لوبو نوناٹا نہیں ہے"

"تم اس کی فکر نہ کرو۔ اسے دیکھنا میرا کام ہے"

بہرحال اولیاری کا خیال حرف بحرف درست ثابت ہوا تھا۔ وہ چاروں گھیر لئے گئے تھے۔ اب اولیاری کی اپنی حیثیت بھی اس وقوعے کی اہمیت بڑھا رہی تھی ان کے کئی گروپ فوٹو بھی لئے گئے۔ اس ساری کارروائی میں پون گھنٹہ صرف ہوا تھا اس کے بعد وہ وہاں نہیں رکے تھے۔ مونیکا کی بھوک چمک اٹھی تھی۔ کھانا تو گھر ہی پر تھا۔ مرسیانو میں نہیں کھانا تھا۔ اولیویا اپنے ہاتھ سے پکا کر ہی کھلانے کی شائق تھی۔ مہمانوں کو ہوٹلوں کے حوالے نہیں کرتی تھی۔

کھانے کی میز تک پہنچتے پہنچتے مونیکا اور عمران خاصے بے تکلف ہو چکے تھے لیکن مونیکا پہلے کی نسبت کسی قدر سست پڑ گئی تھی۔ ویسے اس کا ذہن بھی شاید کسی اور ہی طرف بھٹک رہا تھا۔ گفتگو کرتے وقت آنکھوں میں خالی الذہنی کی سی کیفیت نظر آتی تھی۔

"تم تو اس وقت کچھ زیادہ ہی کھاؤ گے" اولیویا عمران کی طرف دیکھ کر بولی۔

"کیسے کھاؤں گا۔ یہ تو خاموش ہی ہو گئی ہیں" عمران مونیکا کی طرف دیکھ کر بولا۔

"اوہ نہیں!" وہ چونک کر ہنس پڑی تھی۔

"اچھا... اچھا... تو پھر کھا لوں گا — الا کارتا پلیز"

اولیویا نے کہا "پہلے سے بتانے کا دستور نہیں ہے ہمارے خاندان میں ——

کھاتے جانا اور دیکھتے جانا کہ کیا کھا رہے ہو۔"

"یہ بھی ٹھیک ہے۔"

شاید وہ سب ہی تھکے ہوئے تھے۔ اس لئے ٹیبل ٹاک قسم کی کوئی حرکت نہیں ہوئی تھی۔ مونیکا تو مسلسل کوئی غیر متعلق ہی بات سوچے جا رہی تھی۔ خود اولیویا بار بار اسے حیرت سے دیکھنے لگتی تھی۔ کھانے کے بعد اس نے معذرت طلب کی تھی اور رخصت ہو گئی تھی۔ دونوں میاں بیوی اس کے اس رویے پر متحیر تھے۔

"ارے کیا تم نے کچھ کہہ دیا تھا؟" اولیاری نے عمران کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ مجھے خود بھی حیرت ہے کہ چہکتے چہکتے ایکدم بند کیسے ہو گئی۔"

"بہر حال۔" اولیاری طویل سانس لے کر بولا۔ "یہ ملاقات رائیگاں نہیں ہے۔" اولیویا اٹھ گئی تھی۔ وہ دونوں لاؤنج میں آ بیٹھے۔ کافی کا انتظار تھا۔

"تمہارا خیال غلط نہیں معلوم ہوتا پیارے۔" اولیاری طویل سانس لے کر بولا۔

"کس سلسلے میں....؟"

"مونیکا کے بارے میں — وہ گھر پر میری دیکھ بھال کر رہی ہے۔ اولیویا سے معلوم ہوا ہے کہ وہ خود ہی ایسے سوالات کرتی ہے جن کے جواب میری مصروفیات یا میری دشواری پر روشنی ڈال سکیں۔ لہٰذا اولیویا اسے سنیٹر قصاب نادے والی الجھن سے آگاہ کر چکی ہے۔"

"فکر نہ کرو! یہ کیس اب میرے پاس ہے۔" عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔ "اس سلسلے میں اولیویا کو مزید بور کرنے کی ضرورت نہیں۔"

"آخر یک بیک مونیکا کو ہو کیا گیا تھا۔ ہر حال میں چہکتے رہنے والا ٹائپ ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔ صرف میرے بارے میں سوچتی رہی ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"آخر مجھے بھی تو ترغیب دیتی رہی تھی۔"

"کیا مطلب؟"

"یہی کہ شکار میں کیا رکھا ہے۔ کوئی دوسرا پیشہ کیوں نہ اختیار کر لوں۔ جو خطر پسند طبیعت کے لئے سازگار ہونے کے ساتھ ساتھ منفعت بخش بھی ہو۔"

"ارے... اس حد تک چلی گئی۔ تیز دوڑنے کی کوشش کر رہی ہے۔"

ٹھیک اسی وقت اولیویا لاؤنج میں داخل ہوئی تھی۔ اس کے پیچھے ملازم کافی کی ٹرالی لایا تھا۔

"یہ دیکھو! یہ ایک فون نمبر ہے۔" وہ اولیاری کی طرف کاغذ کا ایک ٹکڑا بڑھاتی ہوئی بولی۔ "ابھی ابھی کسی نے فون پر کہا تھا ڈیوک آف ڈھمپ سے کہو کہ اس نمبر پر رابطہ قائم کرے۔"

"ڈیوک آف ڈھمپ؟" اولیاری کے لہجے میں حیرت تھی۔

عمران فون نمبر اس کے ہاتھ سے جھپٹتا ہوا بولا۔ "میری کال ہے۔"

"تم ڈیوک آف ڈھمپ؟"

"اوہ! کیا تم بھول گئے۔ ڈچیز آف ونڈل میر۔ مجھے یہی تو کہتی تھی۔"

"آہا... آہا... یاد آیا۔ لیکن یہاں کون تمہیں اس نام سے جانتا ہے۔"

"یہی تو دیکھنا ہے۔ چیک کرو کہ یہ فون نمبر کس کا ہے۔"

"ابھی لو۔" اولیاری اٹھ کر لاؤنج سے نکل گیا۔ اولیویا خاموشی سے ان کی گفتگو سنتی رہی تھی۔ اس کے جانے کے بعد بولی۔ "تو تم ڈیوک آف ڈھمپ بھی رہ چکے ہو۔"

"اب بھی ہوں۔" عمران فخریہ لہجے میں بولا۔

"یہ ڈھمپ کیا چیز ہے؟"

"قبیلہ بھی ہے۔ اور وہ علاقہ بھی اسی نام سے موسوم کیا جاتا ہے جہاں یہ قبیلہ

آباد ہے۔ ہمالیہ کی ترائی میں یہ جگہ واقع ہے۔"

"تم سچ مچ عجیب ہو۔"

"قطعی نہیں۔ اولیاری جیسے عقل مندوں نے میری عزت بڑھائی ہے۔ ورنہ میں کس قابل ہوں۔"

"مونیکا سے کیا باتیں ہوئی تھیں؟"

"بس یہی کہ اگر وہ پرسکون زندگی گزارنا چاہتی ہے تو پولٹری فارمنگ شروع کر دے۔"

"یہ کہا تھا تم نے۔ جھک سے اڑ گئی ہو گی۔ اسے مرغیوں سے سخت نفرت ہے۔"

"پلیٹ میں رکھی ہوئی سے بھی؟" عمران نے حیرت سے پوچھا۔

"ہاں.... وہ کھاتی بھی نہیں ہے۔"

"تب پھر اس کا مستقبل بھی مجھے تاریک نظر آتا ہے۔"

اتنے میں اولیاری واپس آ گیا۔ اور عمران کو عجیب نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "حیرت ہے کہ وہاں سے تمہیں کون کال کر سکتا ہے۔ یا پھر میں یہ سمجھ لوں کہ ۔ !" وہ کچھ کہتے کہتے رک گیا۔ اولیویا نے ان کے لئے کافی انڈیلی تھی اور معذرت طلب کر کے وہاں سے چلی گئی تھی۔ شاید اسے احساس ہو گیا تھا کہ اولیاری اس کی موجودگی میں کسی قسم کی گفتگو نہیں کرنا چاہتا۔

"اب بتاؤ!" عمران بولا۔

"دلاڈیا جنیز سے آئی تھی وہ کال۔"

"کوئی خاص اہمیت ہے اس عمارت کی؟"

"تم نہیں جانتے؟"

عمران نے سر کو منفی جنبش دی۔

"ہپیوں کا پڑاؤ ہے۔ ایک طرح کی سرائے سمجھ لو۔ بالکل "دیو جانس کلبی" کے اس

چوبی مکان کا نقشہ ہے جسے وہ اپنے کاندھے پر اٹھائے پھرتا تھا۔ ایک لمبی چوڑی چار دیواری ہے جس پر کوئی چھت نہیں۔ کھلے آسمان کے نیچے وہ سب پڑے رہتے ہیں۔"

"تو کوئی مالک ہو گا اس سرائے کا۔"

"ہے کیوں نہیں۔ وہاں کے عملے نے اپنے لئے خیمے لگا رکھے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔ میں کہیں اور سے فون کروں گا۔ تمہارا فون استعمال نہیں کروں گا۔"

"تمہاری مرضی۔ لیکن ۔!" اولیاری اسے مشکوک نظروں سے دیکھتا ہوا بولا۔ "سچ سچ بتاؤ۔ تم یہاں کیوں آئے ہو کہیں سچ مچ تو کوئی بزنس آپریٹ نہیں کر رہے۔"

"منشیات کا؟" عمران نے آنکھیں نکال کر سوال کیا۔

"پھر کیا سوچوں ایسی صورت میں ۔ اور وہ دونوں قیدی ۔!"

"جہنم میں جائیں [illegible] کا سلسلہ ترک کرو۔ مجھے کوئی دلچسپی نہیں۔ بلکہ میرا مشورہ تو یہی ہے کہ ان کے ذریعے ان کے دوسرے ساتھیوں کو بھی پکڑ کر بند کرا دو اور اس واقعہ کی خبر پھیلنے نہ پائے ....

...... یہی مناسب ہے۔ ورنہ جب تم ہی مجھ پر شبہ کر رہے ہو تو پھر وہ آزریبل قصاب زادہ تو یقیناً نہ جانے کیا سمجھے گا۔"

"کیا سمجھے گا؟"

"یہی کہ تم دوسرے اسمگلروں کی پشت پناہی کر رہے ہو جن کا سربراہ شاید میں ہوں۔"

"معاملہ الجھتا جا رہا ہے۔"

عمران کچھ کہنے والا تھا کہ اولیبا نے اندر آنے کی اجازت طلب کی۔

"آجاؤ... آجاؤ" اولیاری جلدی سے بولا "کوئی خاص بات نہیں ہے"

"ٹھیک یاد آیا" وہ اندر آکر بولی "فون کرنے والے نے کہا تھا کہ کال کرتے وقت ڈیوک آف ڈھمپ کا حوالا ضرور دیا جائے"

"میں بھی یہی سوچ رہا تھا کہ ایسی کوئی ہدایت ضرور ہونی چاہیئے" عمران نے کہا۔ اس پر اولیاری پھر چونکا تھا۔ لیکن عمران کے ہونٹوں پر طنزیہ سی مسکراہٹ دیکھ کر پھر سنبھل گیا۔

عمران نے باہر نکل کر تنہا بازار کی راہ لی تھی۔ ایک ڈرگ اسٹور میں کال کا ٹوورسٹ کوپن دے کر ولاڈیا جینیز کے نمبر ڈائیل کئے۔

"ہیلو...!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"ڈیوک آف ڈھمپ"

"اوہ انتظار فرمایئے جناب... میں اطلاع بھجواتا ہوں"

"شکریہ!"

"یہ ڈھمپ کہاں ہوتا ہے جناب!" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"تم کون ہو؟" عمران نے غصیلی آواز میں پوچھا۔

"میں ولاڈیا جینیز کا ٹیلیفون آپریٹر ہوں جناب۔ دراصل کھوجی طبیعت پائی ہے۔ میری دانست میں جہاں ڈیوک پائے جاتے ہیں وہاں ڈھمپ نام کی کوئی جگہ نہیں ہے... معاف کیجئے گا"

"میں نے کبھی کسی ٹیلی فون آپریٹر کو بکواس کرتے نہیں سنا"

دوسری طرف سے دبی دبی سی ہنسی کی آواز آئی تھی۔ اور پھر کہا گیا تھا "وہ آگئے ہیں۔ جنہیں آپ سے گفتگو کرنی ہے۔ ویسے عرض کردوں کہ میں ولاڈیا جینیز کا...

ٹیلیفون آپریٹر ہوں اس لئے مجھے ذرہ برابر بھی پرواہ نہیں ہے کہ لوگ میرے بارے میں کیا رائے قائم کریں گے"

"بکواس بند کرو۔ اور اسے گفتگو کرنے دو" عمران غرایا۔ پھر دوسرے ہی لمحے میں جیمسن کی آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔ جیمسن اردو میں کہہ رہا تھا۔

"یور میجسٹی! میں آپ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا"

"تو پھر کیا یہ تمہاری روح بول رہی ہے۔ مردود... کیا تم نے میرا تعاقب کیا تھا"

"عالی جناب! لیکن اس وقت نہ آپ مجھے پہچان سکیں گے اور نہ اس کلوٹے کو۔ بہر حال مجھے بے حد تشویش ہو گئی تھی جب آپ شلواروں کے پھندے میں پھنس کر پولیس اسٹیشن پہنچے تھے۔ لیکن جب آج شام کو پولیس آفیسر کے گھر سے آپ کو بصد کروفر برآمد ہوتے دیکھا تو جان میں جان آئی۔

"سوال تو یہ ہے کہ تم میرے پیچھے آئے ہی کیوں۔؟"

"یہی اطلاع دینے کے لئے کہ اسی کلوٹے کی طرح اب یہ مور چھل بھی آپ کی جدائی برداشت نہیں کر سکتا"

"کیا اسی کباڑ خانے میں مقیم ہو؟"

"جی ہاں... فنڈز زیادہ نہیں تھے۔ اس خبیث کو بھی ایک ادھ بوتل اپنی ہی جیب سے پلانی پڑ رہی ہے"

"ویسے تم نے ابھی تک میرے پہلے سوال کا جواب سنجیدگی سے نہیں دیا"

"دیکھئے! قصہ دراصل یہ ہے کہ کلوٹا مطمئن نہیں تھا۔ بار بار کہتا تھا کہ کہیں باس پر پیچھے سے حملہ نہ ہو جائے۔ لہذا میں اس بار ان کا کہنا نہیں مانوں گا۔ ہم کیوں نہ تعاقب کریں"

"اور وہ دونوں کہاں ہیں؟"

"غالباً اب وہ بھی آپ ہی کی تلاش میں ہوں گے۔"

"خیر... خیر... اب آ ہی گئے ہو تو فی الحال اسی کباڑ خانے میں پڑے رہو۔ فنڈز بھی تم تک پہنچ جائیں گے۔ غالباً ہپّی ہی ہو گے۔ لیکن وہ کلوٹا؟"

"اس کا میک اَپ دیکھ کر آپ دنگ رہ جائیں گے۔ پچھلے دنوں میں نے آپ سے بہت کچھ سیکھا ہے۔ وہ بھی ہپّی ہی ہے... سفید بالوں والا۔ دوسرے اس کا بہت احترام کرتے ہیں۔ گرو گرو۔ کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ ان سے فلسفیانہ انداز میں گفتگو کرتا ہے۔"

"ٹھیک ہے... کیا اسی نمبر پر تم سے رابطہ قائم کیا جائے گا؟"

"یقیناً یور میجسٹی!"

"اچھا شب بخیر۔ لیکن... نہیں۔ ٹھہرو۔ سنو...... ...... ذرا اس ٹیلیفون آپریٹر پہ نظر رکھنا۔"

"بہت بہتر جناب!"

عمران نے ریسیور رکھ کر کاؤنٹر کلرک کا شکریہ ادا کیا اور ڈرگ اسٹور سے باہر نکل آیا۔

--- ⁂ ---

جیمسن نے ریسیور رکھا ہی تھا کہ آپریٹر نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور کلائی پر خاصا زور صرف کرتا ہوا بولا "یہ ڈھمپ کہاں ہے؟"

"کیوں؟"

"اپنی معلومات میں اضافے کے لئے پوچھ رہا ہوں۔"

اس پر جھلا کر جیمسن نے ڈھمپ کا ایسا محل وقوع بتایا تھا کہ اگر سچ ہوتا تو خود اس کا انتقال پر ملال بہ حالت کسمپرسی ہو چکا تھا۔ آپریٹر ہنس پڑا حالانکہ وہ خود بھی اس کے قبیلے کا معلوم ہوتا تھا۔ ولاڈیا جنیز کے عملے میں ایک بھی غیر ہپّی فرد نہیں تھا۔

"جس عظیم ہستی کے نام پر تم نے یہ جگہ بنائی ہے کم از کم اس کا احترام تو ملحوظ رکھو۔" جیمسن اسے گھورتا ہوا بولا۔

"کیا مطلب...؟"

"ڈیا جنیز اپنے کام سے کام رکھنے کا قائل تھا۔ اسے قطعی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ اس کے آس پاس کیا ہو رہا ہے۔"

"تم کیا سمجھتے ہو؟" آپریٹر بھنا کر بولا "ڈیا جنیز جاہل تو نہیں تھا۔ عالم تھا۔ میں بھی اپنے علم میں اضافے کے لئے ڈھمپ...؟"

"ہمالیہ کا نام سنا ہے کبھی؟"

"ہاں... سب کانٹی نینٹ انڈو پاک کا ایک پہاڑی سلسلہ ہے۔"

"وہیں پایا جاتا ہے ڈھمپ قبیلہ اور علاقہ بھی ڈھمپ ہی کہلاتا ہے۔"

"وہاں ڈیوک نہیں ہوتے۔"

"ہوتے تھے میری جان جب اس پر انگریزوں کا قبضہ تھا۔ اگر تم چاہو تو میں تمہاری ڈاڑھی گھونگھریالی کر سکتا ہوں۔ ڈھمپ خاندان کے نسخے سے۔

"مجھے نہیں چاہیئے۔" آپریٹر نے بیزاری سے کہا۔ "یوں بھی کیا بُری ہے۔"

"اچھا یہ لو... تحفۂ درویش۔" جیمسن نے سگرٹ کیس سے ایک سگرٹ نکال کر اس کی طرف بڑھا دی۔

"شکریہ! ڈیوٹی ختم کرنے کے بعد پیوں گا۔" اس نے سگرٹ لیتے ہوئے کہا۔ "ویسے تم نے اسے کس نمبر پر رنگ کیا تھا؟"

"کیا یہ ضروری ہے کہ نمبر تمہیں بتایا جائے۔"

"نہیں بتانا چاہتے تو نہ بتاؤ۔ وہ بھی بگڑ گیا تھا یہ پوچھنے پر کہ ڈھمپ کہاں واقع ہے۔"

"اوہو — تو کیا تم نے اس سے بھی پوچھ لیا تھا۔"

"کیوں نہ پوچھتا — علم حاصل کرو خواہ کسی طرح بھی ممکن ہو۔"

"میں تمہیں نمبر نہیں بتاؤں گا۔ ورنہ تم اسے اس حد تک بور کرو گے کہ وہ تمہاری تلاش میں نکل کھڑا ہو گا۔ اور پھر یا خود مر جائے گا یا تمہیں مار ڈالے گا۔"

"کیوں... کیوں؟"

"وہ ڈیابنیز نہیں براوٹس ہے۔"

"چلو بھاگو... دماغ نہ چاٹو میرا۔" وہ بیزاری سے ہاتھ ہلا کر بولا۔

جیمسن نے دانت نکالے تھے۔ اور وہاں سے چل پڑا تھا۔ اپنے ڈیرے پر

پہنچا تو جوزف کو بدستور حلقہ جمائے پایا۔ کئی مرد اور عورتیں اس کے سامنے نیم دائرے کی شکل میں بیٹھے ہوئے بڑے غور سے اس کی باتیں سن رہے تھے۔ یہ سب انگریزی بولنے والے اور سمجھنے والے سفید فام لوگ تھے۔ جوزف کہہ رہا تھا۔ "آسودہ حال لوگ ناآسودہ لوگوں کو ہمیشہ بے وقوف بناتے چلے آ رہے ہیں۔ پہلے انہوں نے ناآسودہ لوگوں میں علم کی روشنی پھیلائی کہ وہ مہذب ہو جائیں اور ان کے مزید دولت مند بننے میں حارج نہ ہو سکیں۔ قناعت کا سبق پڑھاتے رہے۔ لیکن علم ذہن کی کوئی ایک ہی کھڑکی تو نہیں کھولتا بلکہ سارے دریچے کھول دیتا ہے۔ علم نے ناآسودہ لوگوں کو قناعت تو سکھائی لیکن انہیں یہ بھی سمجھا دیا کہ ان کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ بس پھر کیا تھا طرح طرح کی تحریکیں سر ابھارنے لگیں۔ پھر آسودہ حال لوگوں نے یہ کیا کہ اپنی قیمتی شرابیں محفوظ رکھنے کے لئے تمہیں دھوئیں اور چنگاری کی راہ پر ڈال دیا — سن رہے ہو سفید فام سوڈرو —!"

"ہم سن رہے ہیں گرو...۔" ایک عورت ہچکیاں لیتی ہوئی بولی۔

"لیکن کیا ہوتا ہے صرف تمہارے سننے سے۔ وہ تو نہیں سن رہے جنہوں نے تمہیں اس حال کو پہنچایا ہے۔ وہ بڑے بے غیرت اور ڈھیٹ ہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی ایک کا گریبان پکڑ کر یہی سب کچھ کہنا شروع کر دوں تو وہ بے حد محظوظ ہو کر بڑی ڈھٹائی سے کہے گا۔ تم ایک باصلاحیت اداکار اور صداکار معلوم ہوتے ہو۔ اگر بالی ووڈ میں اپنی کامیابیوں کے جھنڈے گاڑنا چاہتے ہو تو میں ایک سفارشی خط لکھے دیتا ہوں۔"

"سچ ہے گرو.... سچ ہے۔" وہ سب بیک زبان ہو کر بولے۔

"لیکن گرو! اسرائیل کا مسئلہ کیسے حل ہو؟" جیمسن ایک عورت کے

قریب بیٹھتا ہوا بولا۔

"ارے بس کیا بتاؤں!" جوزف بھرائی ہوئی آواز میں بولا "خود پیدا کئے ہوئے مسائل کا کوئی حل نہیں ہوتا۔ پوچھو ان حرامزادوں سے کہ انہوں نے جرمنی سے نکالے ہوئے یہودیوں کو کینیڈا یا آسٹریلیا میں کیوں نہیں بسایا تھا۔ وہاں کی آبادیاں کم تھیں اور زرخیز زمینیں لامحدود... آخر انہیں فلسطین کے ریگستان میں کیوں ٹھونسنے کی کوشش کر ڈالی۔"

"ہاں گرو... یہ سوچنے کی بات ہے۔" جیمسن کے قریب بیٹھی ہوئی عورت نے کہا۔

"تمہاری آواز بڑی رسیلی ہے۔" جیمسن آہستہ سے اس کے کان میں بولا "کیا تم لوگوں نے اپنی اپنی سگرٹیں گرو کے پاس جمع کرادی ہیں۔"

"ہاں... کریزی چکن!" اس نے جیمسن کے گال میں چٹکی لینے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جیمسن نے بوکھلا کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ڈاڑھی مصنوعی تھی نا۔ پھر اس نے آگے جھک کر ان سبھوں سے کہا "اب تم لوگ جاؤ۔ آدھے گھنٹے بعد اپنی سگرٹیں واپس لے جانا۔ گرو ان کو نشہ آور کر دیں گے۔ لیکن ایک بار پھر بتا دوں کہ یہ بات تم آٹھ افراد کے حلقے سے باہر نہ نکلنے پائے ورنہ گرو حیرت انگیز طور پر غائب ہو جائیں گے اور تم جیسے بھیک منگے ایڑیاں رگڑنے پر مجبور ہوں گے۔"

"ہرگز نہیں۔" سب یک زبان ہو کر بولے "گرو کا راز ہمارے سینوں میں دفن رہے گا۔"

"صرف اسے بھیج دینا۔ سگرٹوں کی واپسی کے لئے۔" جیمسن نے قریب بیٹھی ہوئی عورت کا بازو پکڑ کر کہا اور وہ سب اس سے متفق ہو کر چلے گئے۔

"یہ تم نے کیا حماقتیں پھیلائی ہیں۔" جوزف غصیلے لہجے میں بولا۔

"صرف اس عورت کی خاطر... اگر راہ پر آگئی تو مسلمان کر کے نکاح کر لوں گا۔"

"تم سالا... !" جوزف مکا تان کر اردو میں بولا "کرسچین کو مسلمان کرے گا۔"

"اچھا اچھا... سول میرج کر لوں گا۔"

"نہیں کرنے ڈیگا۔"

"اچھا اچھا... فی الحال ان کی سگرٹیں تو مجھے دو۔ ایک ایک سلائی کھینچ دوں۔"

"آخر باس نے تمہیں چرس کا کانٹریکٹ کیوں دے دیا۔"

"خاموشی سے پار کر دیا تھا... وہ اسے ضائع کر دینے والے تھے۔"

"بہت برا کیا تم نے چوٹٹے... یہ بتاؤ ان سے باٹ ہوا۔"

"سخت ناراض ہیں۔ لیکن سنو! یہاں بھی کوئی چکر ہی معلوم ہوتا ہے جس پولیس آفیسر نے انہیں پکڑا تھا اسی کے مہمان ہیں۔ اور آج تو انہوں نے سرسیازو میں وہ دھما چوکڑی مچائی تھی کہ صبح کے اخبارات دیکھ لینا۔"

"کیا بات تھی؟"

جیمسن نے اسے رقص والے معرکے کے متعلق بتاتے ہوئے کہا "کئی موودی کیمرے چل رہے تھے۔ میں ہوتا تو اپنا ریگی ٹمبا جمانے کی کوشش کرتا۔"

"چلو یہ سگرٹیں سنبھالو... ٹیکسی آ رہی ہوگی۔!"

"اے میں قربان!" جیمسن لہک کر اردو میں بولا "نام یاد ہو گیا ہے۔ کلوٹے پیر کو۔"

"میں لوگوں کے نام نہیں بھولا کرتا۔ لاؤ نکالو میری بوتل کہاں ہے۔"

"میری بوتل آجائے تو نکالوں تمہاری۔"

"دیکھو عورتوں سے میل جول ٹھیک نہیں۔"

"عورت میری شراب ہے۔ اس لئے شٹ اپ۔ عورت کے معاملے میں پاکیزہ رہنا نہیں چاہتا.... اس لئے بالکل شٹ اپ"

"باس کو معلوم ہوا تو....!"

"میں کہتا ہوں شٹ اپ — نکالو سگریٹیں"

جوزف نے اسے کئی پیکیٹ نکال کر دیئے تھے جن پر مالکوں کے نام لکھے ہوئے تھے اور جیمسن جلدی جلدی سگریٹوں پر چرس کے عملوں کی لکیریں کھینچنے لگا تھا۔

"وہ آرہا ہے...." جوزف تھوڑی دیر بعد بولا۔

"آنے دو.... میرا کام ہو گیا"

پیکیسی اٹھلاتی ہوئی آئی تھی اور جیمسن کے سامنے کھڑی ہو کر مٹکنے لگی تھی۔

"یہ لو.... تمہارا کام ہو گیا" جیمسن نے پیکٹ اس کی طرف بڑھا دیئے۔

"میں انہیں پہنچا کر آتی ہوں۔ تم ادھر جھاڑیوں کے قریب ملنا"

جیمسن کچھ نہ بولا۔ وہ چلی گئی تو اس نے جوزف سے کہا "میرے تھیلے سے نکال لینا بوتل"

"تو تم باز نہیں آؤ گے" جوزف بھنا کر بولا۔

"کھا تھوڑا ہی جاؤں گا اسے۔ بس ذرا سی چھیڑ چھاڑ" جیمسن نے کہا اور بتائی ہوئی جھاڑیوں کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن جیسے ہی وہاں پہنچا تھا کسی نے اس پر چھلانگ لگائی تھی اور دبوچ کر بیٹھ گیا تھا۔

"بتاؤ۔ ڈھمپ کہاں ہے؟" تیز قسم کی سرگوشی اس کے کانوں میں گونجی تھی۔

"بتاتا ہوں... الگ ہٹ کر بیٹھو... یہ کیا بے ہودگی ہے!"

آپریٹر اسے چھوڑ کر ہٹ گیا۔

"بتاؤں کہاں ہے ڈھمپ" کہہ کر جیمسن نے ایک زوردار مکا اس کے جبڑے پر رسید کیا تھا۔

"ارے... ارے —!" وہ لڑکھڑاتا ہوا ڈھیر ہو گیا۔

"اٹھو تو پھر بتاؤں"

"نہیں پیارے بھائی۔ مار پیٹ مناسب نہیں! اچھا مجھے اس سے ملوا ہی دو۔ میں نے آج تک کوئی ڈیوک نہیں دیکھا"

"مجھے دیکھ لو.... میں بھی ڈیوک آف جھاپنگھم ہوں"

"جھاپنگھم کہاں ہے پیارے بھائی"

"اسکاٹ لینڈ میں۔ اور میں نے نروان کی تلاش میں عیش و عشرت چھوڑا ہے۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں کسی ڈیوک کو فون کرنے کی جرأت کیسے کرتا"

"اچھا مجھے اس سے بھی ملوا دو"

"کل شام کو... وعدہ — اب چپ چاپ یہاں سے کھسک جاؤ میری سارنگی آرہی ہوگی"

"سارنگی کیا ہوتی ہے؟"

"ہوتی ہے... بے حد سریلی"

"میں بھی دیکھوں گا"

"ارے خدا غارت کرے — تم آدمی ہو کہ بھوت"

اتنے میں قریب ہی سے آواز آئی "جمن... جمن تم کہاں ہو"

"اچھا اچھا... تو یہ سارنگی!" آپریٹر کھی کھی کرتا ہوا بولا "میں چلا۔ اپنا وعدہ یاد رکھنا"

"دفع ہو جاؤ۔ میں یاد رکھوں گا۔" جیمسن نے کہا اور آپ بڑبڑاتا ہوا جھاڑیوں سے نکل گیا۔

"اور کون ہے؟" پیکسی کی آواز آئی۔

"جمن کا باپ..." قریب ہی سے دوسری آواز سنائی دی اور جیمسن اچھل پڑا۔

"ارے باپ رے۔" جیمسن اردو میں بڑبڑایا۔ "آپ کہاں سے ٹپک پڑے۔"

"نہیں نہیں۔ بجاؤ سارنگی۔ میں بھی سنوں گا۔" عمران بولا۔

"کون ہے جمن... اور کون ہے۔" آواز پھر آئی۔

"تم آ جاؤ..." عمران نے کہا۔ "جمن کی ڈاڑھ میں درد ہو گیا ہے۔"

جھاڑیاں سرسرائیں اور وہ اندر آ گئی

"ڈاڑھ میں درد ہے۔" اس نے کہا۔ "میں لوشن لے آؤں۔"

"لوشن تو اس کے پاس بھی ہے۔" عمران نے ٹھنڈی سانس لے کر کہا۔ "لیکن اس کی ڈاڑھ تک نہیں پہنچ سکتا۔" پھر جیمسن سے بولا تھا۔ "ابے! اسے روشنی میں لے چل... میں بھی دیکھوں گا۔"

"آپ روشنی میں نہ جائیے گا۔ لوگ شبہ کریں گے۔"

"اچھا جی۔ تم شاید یہ سمجھتے ہو کہ یہاں شریفوں کی سی وضع میں آیا ہوں۔"

"تو پھر...؟"

"میں بھی تمہاری ہی طرح مور چھل بنا ہوا ہوں۔"

"تب تو ٹھیک ہے... زندہ باد۔"

"کیا میں چلی جاؤں!" پیکسی جھنجھلا کر بولی۔

"چلی جاؤ۔" عمران نے اسی کے سے لہجے میں کہا۔

"یور میجسٹی.... پلیز۔"

"یہ کون ہے؟" جھاڑیوں کے باہر سے پیکسی کی غصیلی آواز آئی۔

"میں اس کا باپ ہوں... تم بھاگو یہاں سے۔"

اس نے اس کے باپ کو ایک گندی سی گالی دی تھی اور وہاں سے چلی گئی تھی۔ جیمسن کو ہنسی آ گئی تھی۔

"دانت بند کرو۔ اور مجھے بتاؤ کہ جوزف نے یہ کیا ڈھونگ پھیلا رکھا ہے۔"

"جو کچھ میں نے کہا تھا وہی کر رہا ہے۔"

دفعتاً ہوا کے جھونکے کے ساتھ بہت سے لوگوں کے گانے کی آواز آئی تھی۔

"ریم بھیجو.... گواوند بھیجو۔!"

"او ہو... کیرتن ہو رہا ہے۔" عمران بولا۔

"کیرتن کیا۔؟"

"مغربی سادھو "رام بھجو گووند بھجو" کی مٹی پلید کر رہے ہیں۔"

"اوہ۔ واقعی بڑے پیارے لگتے ہیں یہ لوگ بھجن گاتے ہوئے۔"

"اچھا بس! اب اپنے اڈے کی طرف تشریف لے چلئے۔" عمران نے زہریلے لہجے میں کہا۔ "مجھے سونا بھی ہے۔"

"آپ سوئیں گے.... یہاں کھلے آسمان کے نیچے۔؟"

"سب چلتا ہے۔ میرے پاس شب خوابی کا تھیلا بھی ہے۔ اس لئے شاید مجھے زیادہ سردی نہ محسوس ہو۔"

"ہم تو اکڑے جا رہے ہیں۔ اس کلوٹے کو شراب گرم رکھتی ہے۔ لیکن میرے لئے کسی قسم کا کوئی انتظام نہیں ہے۔"

"انتظام تو کر لیا تھا تم نے لیکن عین وقت پر تمہارا باپ پہنچ گیا۔ اتنے

جھاڑ رسید کروں گا کہ تمہاری شکل بھی نہ پہچانی جا سکے گی۔"

جیمسن اور عمران جھاڑیوں سے نکل کر جوزف کی طرف روانہ ہوئے ہی تھے کہ ایک تاریک سایہ جھاڑیوں کی اوٹ سے نکل کر ان کی طرف چل پڑا۔ جیمسن اس سے قطعی بے خبر معلوم ہوتا تھا۔ لیکن عمران غافل نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے اسے پہلے ہی سے علم رہا ہو — سایہ ان کا تعاقب کرتا رہا۔

"کیا پھر کوئی چکر ہے یور میجسٹی" جیمسن بولا۔

"خاموشی سے چلتے رہو" عمران کا جواب تھا۔

وہ جوزف تک آ پہنچے جو بھڑکتے ہوئے الاؤ کے قریب بیٹھا جھوم رہا تھا۔ اس نے نیم وا آنکھوں سے ان کی طرف دیکھا اور پھر جھومنے لگا۔

"پہچانو تو کون ہے" جیمسن نے اسے مخاطب کیا۔

"کیا کروں گا پہچان کر۔ صورتیں بدلی ہوئی ہیں لیکن سب ایک جیسے ہیں" اس نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔

"ہائیں تو فلسفہ چھانٹنے لگا ہے" عمران نے کسی قدر اونچی آواز میں کہا تھا اور جوزف نے چونک کر آنکھیں کھول دی تھیں۔

"ب... باس" وہ پر مسرت لہجے میں ہکلایا۔

"ابے یہ کیا حلیہ بنایا ہے"

"جیمسن جانے... میں تو تیار نہیں تھا باس"

"خیر — لیکن میری ہی دم سے کیوں بندھے رہنا چاہتے ہو"

"تمہارے لئے چھٹی حس رکھتا ہوں باس۔ اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتا"

"اچھا اچھا... اب جھک مارتے رہو یہیں"

"میں نے شکوہ تو نہیں کیا باس"

"باس کہنا چھوڑ دو... آج سے میں بھی تمہارا مرید ہوں"

"نہیں تم یہاں نہیں رہ سکتے باس... ہرگز نہیں... تم ایسی بیہودہ زندگی کے عادی نہیں ہو... جمن کی اور بات ہے... یہ تو ہے ہی کمینہ...!"

"اے زبان سنبھال کے... ورنہ ڈاڑھی نوچ لوں گا"

"بکواس بند کرو۔ یہ بتاؤ کہ تم نے آپریٹر کو میرا فون نمبر بتایا تھا"

"نہیں... میں نے خود ڈائیل کیا تھا"

"کیا وہ ڈائیل کی طرف متوجہ تھا"

"ہرگز نہیں۔ میں نے اسے جادوئی لکیر والی ایک سگرٹ دی تھی اور وہ اس میں لگ گیا تھا"

"کیا مطلب — کیا وہ محلول تمہارے پاس ہے"

"یس سر — !"

"اس لئے تمہارے سامان میں سے چرایا تھا باس" جوزف بولا۔

"یہ کیا حرکت تھی؟"

"آپ اسے ضائع کر دینے والے تھے"

"اس کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی"

"لیکن میں نے ضرورت پیدا کر لی ہے" جیمسن نے کہا" اور جوزف کی اس "کرامت" کا ذکر کرنے لگا جس کی بنا پر اس کے گرد آٹھ افراد کی بھیڑ اکٹھا ہو گئی تھی"

"ارے ڈبو دیا تم نے تو"

"گک... کیا مطلب؟"

"ابھی بتاتا ہوں... وہ دیکھو.... ادھر وہ کون لیٹا ہوا ہے۔"

"ہو گا کوئی نشے کا مارا۔" جیمسن بولا۔

"جی نہیں.... یہ جھاڑیوں کے پاس سے ہمارا تعاقب کرتا ہوا آیا ہے۔"

"اوہ... تو آپریٹر ہی ہو گا۔" جیمسن نے آہستہ سے کہا۔ "یا پھر ریکسی۔"

"نہیں... وہ چلی گئی تھی۔" عمران بولا۔

"تو پھر وہی مردود ہو گا۔ جان کو آ گیا ہے۔ کہتا ہے ڈھمپ کہاں ہے مجھے ڈیوک سے ملواؤ۔ میں نے آج تک کوئی ڈیوک نہیں دیکھا۔"

"جاؤ... اسے یہاں بلا لاؤ۔"

جیمسن اٹھ کر اس کے قریب پہنچا۔ وہ دوسروں سے الگ تھلگ زمین پر چت پڑا شاید تارے گن رہا تھا۔

"اٹھو بیٹا۔" جیمسن اسے ہلکی سی ٹھوکر لگا کر بولا۔ "تمہاری مراد پوری ہوئی۔"

"کک... کیا مطلب۔" وہ ہکلاتا ہوا اٹھ بیٹھا۔

"میرے ساتھ چلو۔"

"چلو...!" آپریٹر ڈھٹائی سے بولا۔

وہ اسے جوزف کے قریب لا کر بولا۔ "گرو کو ڈنڈوت کرو۔"

"یہ کیسے ہوتی ہے؟"

"دونوں ہاتھ جوڑ کر ماتھے پر رکھو اور جھک جاؤ۔ مگر میرا گرو گانجہ نہیں پیتا۔"

"پھر کیا پیتا ہے؟"

"شراب —!"

"اوہ — اتنا دولت مند ہے۔"

"ڈیوک آف ڈھمپ کا بھی گرو ہے۔ اور ڈیوک آف جھانگھم شائر کا بھی۔"

"اچھا اچھا..." آپریٹر نے بوکھلا کر بتائے ہوئے طریقے سے جوزف کو سلام کیا تھا۔

"بیٹھ جاؤ۔" جوزف سلام لے کر غرایا۔

"تم ڈیوک آف ڈھمپ سے کیوں ملنا چاہتے تھے۔" عمران بولا۔ اور آپریٹر چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگا۔ پھر کپکپاتی ہوئی آواز میں بولا۔ "میں نے آج تک کوئی ڈیوک نہیں دیکھا۔"

"اچھا تو دیکھو مجھے... میں ڈیوک آف ڈھمپ ہوں۔"

"آہا... معاف کیجئے گا۔ میرے آداب قبول فرمائیے۔ مائی لارڈ۔" وہ ٹوٹی پھوٹی انگلش میں بولا تھا۔

"ہم نروان کی تلاش میں نکلے ہیں اس لئے مائی لارڈ مت کہو اچھے آدمی۔ ہم اپنا سب کچھ بہت پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔"

"لل... لیکن... شراب آپ کو نروان کی طرف نہیں لے جا سکتی۔ مٹی کے چمنی نما پائپ میں گانجہ پیجئے۔ چرس سے بھی نروان کا راستہ نہیں ملے گا۔"

"یہ کب سے... پہلے تو چرس ہی نروان کی طرف لے جاتی تھی۔"

"وہ تھیوری غلط ہو گئی ہے۔ آجکل گانجہ چل رہا ہے۔ چرس سستا بھی ہے۔"

"کتنے دنوں سے ایسا ہو رہا ہے۔"

"پچھلے ایک سال سے جناب... کم از کم ولا ڈیا جنیز میں گانجہ ہی چلتا ہے۔ چرس یہاں ممنوع ہے۔"

"مگر میں تو پیتا ہوں۔" جیمسن نے اکڑ کر کہا۔

"کہیں اور سے لائے ہو گے۔ یہاں تو نہیں ملتی۔"

"اس ولا کا مالک کون ہے۔" عمران نے پوچھا۔

"ایک خاتون جناب... کیا آپ ان سے ملیں گے؟"

"ضرور... ضرور... میں ان سے کہوں گا کہ گانجہ گندی چیز ہے۔ چرس رائج کریں۔"

"کیا آپ چرستان سے متاثر ہیں جناب؟"

"بالکل... بالکل۔"

"ہم گانجہ ولیش سے متاثر ہیں۔ یہ تو بہت برا ہوا دونوں میں ٹھنی رہی ہے۔"

"بالکل برا نہیں ہوا۔ تم چرستان کا بول بالا ہوتے بہت جلد دیکھو گے۔"

"پلیز... مائی لارڈ... آہستہ بولئے۔ کسی نے سن لیا تو آپ کی جان کا دشمن ہو جائے گا۔ اور اپنے گرو سے بھی کہہ دیجئے کہ کھلم کھلا یہاں چرس نہ پیئیں ورنہ سرکاری جاسوس سمجھے جائیں گے۔ پھر جو کچھ بھی حشر ہوگا آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔"

"اگر یہ اس میں دودھ ملائیں اور فیڈر میں ڈال کر چر چر کریں تو۔"

"پورا سارڈینیا ٹوٹ پڑے گا گرو کی زیارت کے لئے۔" آپریٹر ہنس کر بولا۔

"کیا آپ سی نورا مونی سارو سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"ضرور... ضرور... مجھے بڑا اشتیاق ہے۔"

"آپ یہیں ٹھہریئے۔ میں اجازت حاصل کر کے آتا ہوں۔"

وہ چلا گیا۔ اور جیمسن نے عمران سے کہا۔ "یہ آپ کیا کر بیٹھے۔ سنا ہے بڑی خونخوار عورت ہے۔"

"کاٹنے دوڑتی ہے؟" عمران نے بڑی معصومیت سے پوچھا۔

"خود ہی دیکھ لیجئے گا اگر ملاقات کی اجازت مل گئی۔"

"باس یہ تم کس چکر میں پڑے ہو۔ تمہارا اصل کام تو ختم ہو گیا۔" جوزف بولا۔

"اب مجھے یہاں اپنے ایک دوست کے لئے بھی کچھ کرنا ہے۔"

"او ہو۔۔۔ تو کیا وہ پولیس آفیسر؟" جیمسن بولا۔

"میرا کلاس فیلو رہ چکا ہے۔"

"تو پھر ہم یہاں کیوں پڑے ہیں۔"

"تمہارے لئے یہی جگہ مناسب رہے گی۔۔۔ یا ٹھہرو۔ ابھی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ مجھے ذرا اس عورت سے مل لینے دو۔ کیا نام تھا۔ مونی سارو۔ یہی تھا نا؟"

"جی ہاں۔ مونی سارو... وہ ایک خطرناک عورت ہے۔"

"ہر عورت کسی نہ کسی طرح خطرناک ہی ہوتی ہے۔"

"تم ٹھیک کہتے ہو باس۔" جوزف بولا۔ "میری ماں بھی میرے باپ کے لئے بے حد خطرناک تھی۔ ہر وقت جلی کٹی سناتی رہتی تھی۔"

"شاید اسی لئے تم نے باپ بننے کا ارادہ ترک کر دیا ہے۔" جیمسن نے کہا۔

اتنے میں ٹیلیفون آپریٹر واپس آ گیا۔

"سی نورا۔ آپ سے مل سکیں گی... مائی لارڈ۔"

عمران اس کے ساتھ چل پڑا تھا۔ وہ بھی اس وقت ایک ہپی ہی لگ رہا تھا۔ بڑی خوبصورتی سے میک اپ کیا تھا اور اس اول جلول حالت میں بھی شاندار لگ رہا تھا۔ مونی سارو کا خیمہ کسی نقلی عرب شیخ کا خیمہ ثابت ہوا۔ ہو سکتا ہے اسی بنیاد پر سجایا گیا ہو۔ لیکن مونی سارو۔۔۔! عمران اسے دیکھتا ہی رہ گیا۔ تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ وہی مونیکا تھی۔ جس کے ساتھ وہ رات کے پچھلے پہر رقص کرتا رہا تھا۔ یہاں وہ کسی قدر خانہ بدوش اور وحشی قسم کی لگ رہی تھی۔

"تم کیوں ملنا چاہتے تھے مجھ سے۔۔۔ اور کہاں کے ڈیوک ہو؟"

عمران نے مڑ کر دیکھا۔ ٹیلیفون آپریٹر جا چکا تھا۔

"ڈیوک میں کہیں کا بھی نہیں ہوں۔ میرے ساتھی مجھے یونہی چھیڑنے کے لئے ڈھمپ کا ڈیوک کہتے ہیں۔ تمہارا آپریٹر خواہ مخواہ سر ہو گیا۔"

"تمہیں یہاں سے کہاں فون کیا گیا تھا۔"

"یونانی یتیم خانے میں۔"

"مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہو؟"

"دراصل میں ایک سروے کر رہا ہوں۔ کیا تم مجھ سے بیٹھنے کو بھی نہ کہو گی۔"

"اوہ... ہاں۔" وہ چونک کر بولی۔ "بیٹھ جاؤ۔"

"شکریہ!" عمران بیٹھتا ہوا بولا۔ "چرس کی ناکامی اور گانجے کی مقبولیت کے اسباب کا سروے کرتا پھر رہا ہوں۔"

"کس کی طرف سے؟" موتی سارو یا مونیکا اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"اپنے باس کی طرف سے۔"

"کون ہے تمہارا باس؟"

"تم اسے نہیں جانتیں۔"

"تو تم اس لئے ولاڈیا جینز میں داخل ہوئے ہو۔ اور سیاہ فام گرد بھی تمہارے ہی ساتھیوں میں سے ہے۔"

"ہاں سی نورا۔"

"تم سے زبردست غلطی سرزد ہوئی ہے۔"

"کیا سی نورا۔"

"تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے۔"

"کسی نے اڑائی ہو گی۔ ابھی میرا مرنے کا کوئی ارادہ نہیں۔"

دوسرے ہی لمحے میز کی دراز سے ریوالور نکل آیا۔ وہ اسے خونخوار نظروں

سے گھورے جا رہی تھی۔

"اب بتاؤ کر تمہیں کس نے بھیجا ہے۔"

"آسمانی مشن سمجھ لو۔ چرس متبرک چیز ہے۔ گانجہ ناپاک شے ہے اس لئے فتح چرس ہی کی ہو گی۔"

"اپنے دونوں ہاتھ اوپر اٹھاؤ۔"

"بازوؤں میں درد ہے سی نورا... اس لئے معافی چاہتا ہوں۔"

عورت کے تیور اچھے نہیں تھے۔ اس نے فائر جھونک مارا اس کی کرسی الٹ گئی تھی۔ لیکن وہ دور کھڑا گھنی مونچھوں کی اوٹ میں مسکرا رہا تھا۔ پھر فائر ہوا۔ لیکن وہ اب بھی زندہ تھا۔ تیسرا فائر ہوا۔ خیمے کے باہر شور ہونے لگا تھا۔ چوتھا... پانچواں... چھٹا... اور اور... پھر موتی سارو... خنجر نکال کر اس پر ٹوٹ پڑی تھی۔

"بس بس..." عمران جھکائی دیتا ہوا بولا۔ "کہیں اپنی کلائی نہ توڑ بیٹھنا مصری کی ڈلی۔"

"میں تجھے فنا کر دوں گی۔" اس نے دوبارہ۔ وار کرتے ہوئے کہا۔ اس بار عمران نے اس کی کلائی پر ہاتھ ڈال ہی دیا تھا۔ خنجر اس کی گرفت سے نکل کر دور جا پڑا۔ عمران نے اسے بھی دھکا دے کر دور اچھال دیا تھا۔ وہ فرش پر چت پڑی اسے کسی سحر زدہ کے سے عالم میں دیکھے جا رہی تھی۔ پھر اس نے چیخ کر ان لوگوں سے کہا تھا جو اس کے خیمے میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے تھے۔

"باہر ہی ٹھہرو!"

"عقلمند معلوم ہوتی ہو۔" عمران سر ہلا کر بولا۔

"تو نہیں جانتا کہ تو نے کتنے بڑے خطرے کو للکارا ہے۔"

"میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ کیا کر رہا ہوں۔ جہاں پولیس آفیسر گندگیوں میں ملوث ہوں وہاں کس بات کا ڈر ہے۔ شیطان آزاد ہے وہاں۔"

"چپ چاپ اپنی کرسی پر بیٹھو... اور میری بات غور سے سنو۔"

اس نے یہی کیا تھا۔ لیکن اب بھی عمران کو خونخوار نظروں سے گھورے جا رہی تھی۔

"کیا کاؤنٹ اولیاری بھی تمہارے بزنس میں شریک نہیں ہے۔" عمران اس کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"اس سے بڑی بکواس میں نے پہلے کبھی نہ سنی ہو گی۔" وہ زہریلے سے لہجے میں بولی۔

"اگر یہ بات نہیں ہے تو تم اس کے بنگلے میں کیوں دیکھی جاتی ہو؟"

"یہ بھی بکواس ہے! میں اس سے کبھی نہیں ملی۔"

"میک اپ کے معاملے میں کچی ہو مونی سارو... یا سی نوریٹا مونیکا۔"

"خدا کی پناہ! کہیں تو سچ مچ شیطان ہی تو نہیں ہے۔"

"ہو سکتا ہے۔"

"اب تمہارا زندہ رہنا مناسب نہیں۔ میں اپنے آدمیوں کو طلب کر رہی ہوں۔"

"یہ کر کے بھی دیکھ لو۔ یہاں لاشیں ہی لاشیں نظر آئیں گی۔"

"تم آخر چاہتے کیا ہو۔" وہ زچ ہو کر بولی۔

"چرس کی جگہ گانجے نے کیوں کر لی۔ کیا اس میں کاؤنٹ اولیاری ہی کا ہاتھ ہے۔"

"ہرگز نہیں! اس کے ساتھ تو اس لئے رہتی ہوں کہ اس کی اسکیموں سے آگاہ ہوتی رہوں۔"

"پھر تمہاری پشت پر کون ہے؟"

"تمہارا دم نکل جائے گا نام سن کر۔"

"تجہیز و تدفین تمہارے ذمے نہ ہو گی۔ اس لئے بے فکری سے اس کا نام لے سکتی ہو۔"

"نام نہیں جانتی۔ لیکن وہ اٹلی کی کوئی بہت بڑی شخصیت ہے۔"

"تم اس کے لئے کام کرتی ہو۔"

"اگر یہ بات نہ ہوتی تو اولیاری مجھے کبھی کا چٹ کر گیا ہوتا۔"

"سوال تو یہ ہے کہ چرس نے کس طرح مار کھائی۔"

"تم اندھے ہو شاید۔ یا چرس کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے۔"

"جانتا نہ ہوتا تو سروے کے لئے کیوں کہتا۔"

"انٹرپول چرس کی اسمگلنگ کے سارے ذرائع سے واقف ہو چکی ہے اور چرس زیادہ تر وہیں پکڑی جاتی ہے۔ جہاں سے روانہ ہوتی ہے۔"

"یہ تو حقیقت ہے۔"

"بس تو پھر ہم گھاٹے کا سودا کیوں کریں۔ گانجہ سستا بھی ہے اور جن ذرائع سے ہم تک پہنچتا ہے ان کا علم کسی کو بھی نہیں۔"

"بات سمجھ میں آ گئی۔" عمران سر ہلا کر بولا۔" اور میرا سروے بھی مکمل ہو گیا۔ بہت بہت شکریہ! یہی رپورٹ دے دوں گا۔"

"کسے رپورٹ دے دو گے؟"

"اپنے ملک کے ایک بڑے آدمی کو۔ وہاں اس کا بھی پولیس کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔"

"اس کے بعد تمہارا کام ختم ہو جائے گا۔"

"قطعی! پھر بہت عرصے تک ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھا رہوں گا۔"

"اچھا اگر یہاں تمہیں کام مل جائے تو۔؟"

"خوش نصیبی سمجھوں گا اپنی۔"

"پہلے چرس کا بھوت اتار دو اپنے سر سے۔"

"اتر گیا... اب تم اپنا کام بتاؤ۔"

"اولیاری کے یہاں ان دنوں شمال کا ایک شکاری رولو فونالٹا مقیم ہے۔ میں اس کے بارے میں مکمل معلومات چاہتی ہوں۔"

"میں سمجھ گیا۔ غالباً تم اس آدمی کے بارے میں کہہ رہی ہو جو کچھ دیر پہلے مرسیانو میں۔"

"بس بس... وہی وہی... لیکن آخر تم کب سے میرے پیچھے ہو؟"

"تقریباً پندرہ یوم سے۔"

"خدا کی پناہ۔ اور مجھے علم نہیں۔"

"اسے چھوڑو۔ میرے دونوں آدمی فی الحال یہیں بحفاظت رہیں گے۔ چاہو تو انہیں بطور یرغمال رکھو۔ جب تمہارا کام ہو جائے تو واپس کر دینا۔"

"مجھے منظور ہے۔" وہ میز پر ہاتھ مار کر بولی۔

- - -

کاؤنٹ اوڈیاری عمران کو ایسی نظروں سے دیکھ رہا تھا جیسے اسے اوّل درجے کا فراڈ اور موقع پرست آدمی سمجھ رہا ہو۔

"تم تو بیڑہ ہی غرق کر دو گے..." وہ بالآخر بولا۔ "آخر ایک دم سے دلاڈیا جیز میں گھس پڑنے کی کیا ضرورت تھی؟"

"اس لئے کہ میرے لئے فون کال وہیں سے آئی تھی۔"

"کس کی تھی؟"

"میرے اپنے دو آدمیوں کی جن سے پیچھا چھڑا کر تمہارے پاس بھاگ آیا تھا۔"

"وہ کہاں تھے؟"

"میں انہیں پورٹو فینو میں چھوڑ آیا تھا لیکن وہ مجھ سے بھی زیادہ تیز نکلے ہپیوں کے بھیس میں میرا تعاقب کرتے ہوئے یہاں تک آ پہنچے۔"

"ہپیوں کے بھیس میں؟" اوڈیاری اچھل پڑا۔ عمران نے اس کی آنکھوں میں خوف کی ہلکی سی جھلکیاں دیکھی تھیں۔

"ہپیوں سے ڈرتے ہو کیا؟" عمران اسے غور سے دیکھتا ہوا بولا۔

"ن... نہیں۔ تم نے آج کا اخبار دیکھا۔ دیکھو پورے اخبار میں ایک ہی کہانی ہے۔"

عمران سمجھ گیا کہ۔ ایڈلاوا ہی کی کہانی ہوگی۔ لہٰذا اس نے اخبار اٹھا لیا تھا سرخی تھی: "بالآخر اٹلی کی باطنی بلکہ شیطانی حکومت کا خاتمہ ہو گیا" ایڈلاوا ہی کی کہانی تھی۔ اس

کی لاش سے شروع ہوئی تھی۔ اور نامعلوم قاتل کو سراہا گیا تھا۔ پھر ایڈلاوا کی تجربہ گاہ میں پائے جانے والے کاغذات کی مدد سے اس کے پھیلائے ہوئے جال تک پولیس کی رسائی ہوئی تھی اور پولیس اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ اٹلی میں ایک باطنی حکومت بھی موجود ہے جس کا سربراہ ایڈلاوا تھا۔ خیراندیش اسلحہ اور ریڈیو تھوریم کی اسمگلنگ کی کہانی تھی پھر ذکر تھا افریقی ممالک کا۔ یونان کے ایک احمق طالب علم کی کہانی تھی جس نے اسٹیمر کے کپتان کو الجھا کر اسٹیمر میں دھماکہ کرا دیا تھا طالب علم کے ایک ساتھی کا ذکر بھی تھا وہ کئی بھیسوں کے روپ میں بھی دیکھے گئے تھے۔"

عمران نے ادھر ادھر نظریں ڈال کر کہیں کہیں سے کچھ پڑھا اور اخبار اولیاری کو واپس کرتا ہوا بولا۔ "اطمینان سے پڑھنے کی چیز ہے۔ کہانی دلچسپ معلوم ہوتی ہے۔"

"اور وہ احمق یونانی طالب علم۔" اولیاری عمران کی آنکھوں میں دیکھتا ہوا بولا۔

"بیوقوف آدمی مجھے اس طرح دیکھ رہے ہو۔" عمران گڑبڑا گیا۔

"مکلارنس اور احمق شہزادہ یاد آگئے تھے۔" اولیاری نے خشک لہجے میں کہا۔

"خدا کی پناہ تم یہ سمجھ رہے ہو کہ احمق یونانی طالب علم میں ہی تھا۔"

"پھر کیا سمجھوں! تمہاری صلاحیتوں سے واقف نہ ہوتا تو اس طرف خیال جانے کا سوال ہی پیدا نہ ہو سکتا۔"

"یہ اتنی بڑی باطنی حکومت اس بیچارے کے ہاتھوں تباہ ہوئی، کہیں گھاس تو نہیں کھا گئے۔"

"فکر نہ کرو۔ تمہارا راز میری ذات سے آگے نہیں بڑھے گا۔" اولیاری آنکھ مار کر بولا۔ "تم نے اٹلی پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔"

"اچھی بات ہے۔ اب تم سنو کہ میں تمہارے خلاف کیا کیا ثابت کر سکتا ہوں۔" عمران اسے گھورتا ہوا بولا

"ضرور ضرور۔ کہو تو اولیویا کو بھی بلا لوں۔"

"بلاؤ۔ لیکن اگر خسارے میں رہے تو ذمہ داری مجھ پر نہ ہوگی۔"

"کہنا کیا چاہتے ہو۔"

"تم اس بزنس میں تعاب زادے کے حریف ہو۔"

"کیا مطلب؟"

"تمہارا اپنا بھی بزنس ہے۔ [illegible] ے مفادات سے تمہارے مفادات کا ٹکراؤ ہوا ہے۔"

"تم [illegible] تو نہیں پ —

"نہیں۔ کانجو... تم [illegible] سرپرستی کر رہے ہو جو کسی تعاب زادے کا سبجکٹ تھا۔"

"عمران میں گھونسہ ماردوں گا۔"

"اگر یہ بات نہیں ہے تو بتاؤ۔ ولا ڈیا جینز کس کی ملکیت ہے۔"

"کوئی عورت ہے موٹی سارہ۔"

"تم نے اسے دیکھا ہے۔"

"نہیں وہ خود سامنے نہیں آتی اس کا مختار عام پلچو دارنو بزنس دیکھتا ہے۔"

"اور بزنس صاف ظاہر ہے۔"

"اگر ہم وہاں چھاپہ ماریں تو کچھ بھی حاصل نہ ہوگا کیونکہ وہ بھی اسی سنڈیکیٹ کے اڈوں میں سے ایک ہے۔"

"غلط فہمی نہ پھیلاؤ پیارے۔ وہ تمہارا اڈہ ہے۔" عمران بائیں آنکھ دبا کر بولا اس پر اولیاری نے اپنی بیوی کو آواز دی تھی وہ شاید دوسرے ہی کمرے میں کشیدہ کاری کر رہی تھی۔ فریم ہاتھ میں لئے دوڑی آئی۔

"دیکھو! یہ مجھ پر منشیات کے ناجائز کاروبار کا الزام لگا رہا ہے۔" اولیاری نے بیوی سے کہا۔

"پہل میں نے نہیں کی اولی۔" عمران بولا۔ "اس سے پہلے اس نے مجھ پر ایڈلاوا کے

قتل کا الزام لگایا تھا۔"

"یہ تو مذاق بھی ہو سکتا ہے عمران!" اولیویا جلدی سے بولی۔ "اگر تم نے ایسی کوئی بات اولیاری کے لئے کہی ہے تو وہ سچ بھی ہو سکتی ہے۔ کیونکہ یہاں سارے جرائم کے ذمہ دار قانون کے محافظ ہی ہوتے ہیں۔ انہی کی حوصلہ افزائی کی بنا پر جرائم پروان چڑھتے ہیں۔"

"اچھی بات ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "میں تمہارے کہنے سے اسے شریف آدمی تسلیم کئے لیتا ہوں۔ لیکن آج رات اسے میرے ساتھ باہر گزارنی پڑے گی اور میں اسے بہت کچھ دکھاؤں گا۔"

"تم جانو۔ میں ان معاملات میں دخل اندازی نہیں کر سکتی۔ لیکن یہ ایڈلاوا والی بات میرے پلے نہیں پڑی۔"

"بکواس ہے۔" عمران سر ہلا کر بولا۔ "پولیس والا ہے نا۔ اسے شبہ کرنے کی عادت ہو گئی ہے۔ ہم تین آدمی بھلا اتنی بڑی تنظیم سے کس طرح ٹکرا سکتے۔"

"تین آدمی.....!"

"ہاں... آں... دو اور ہیں میرے ساتھ۔ کسی قدر غیر مہذب ہیں اس لئے میں نے انہیں اپنے ساتھ ٹھہرانا مناسب نہیں سمجھا تھا وہ دوسری جگہ مقیم ہیں۔"

اولیاری اس دوران میں خاموش بیٹھا کچھ سوچتا رہا تھا۔ اس وقت یہ بات ختم ہو گئی تھی اور پھر سرِ شام ہی عمران نے اولیاری کو اپنے ساتھ چلنے پر آمادہ کر لیا تھا۔

"لیکن پہلے تم ہیڈ کوارٹر چلو۔" عمران نے اس سے کہا۔ "یا پھر کسی اور جگہ جہاں ہم اپنے حلیے تبدیل کر سکیں۔"

"میں نے نہیں سمجھا.....!"

"ہم دونوں ہپی بن کر ولاڈیا جینز چلیں گے۔"

"یہ کیا لغویت ہے؟"

"اس کے بغیر تم وہ نہیں دیکھ سکو گے جو میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں۔ بس خود کو قابو میں رکھنا صرف دیکھو گے اور سنو گے۔ کچھ بولو گے نہیں۔"

"پتا نہیں تم کیا کرنا چاہتے ہو۔"

"مجھ پر اعتماد کرو۔ وہی کروں گا جو تمہارے لئے مفید ہو۔ ویسے جو کچھ دیکھو اس پر حیرت کا اظہار بھی مت ہونے دینا۔"

"چلو... چلو... پتا نہیں کیا چکر ہے۔"

شہر ہی کی ایک عمارت میں عمران نے اپنا اور اولیاری کا حلیہ تبدیل کیا تھا اور وہ لاڈیا جینز کی طرف چل پڑے تھے۔

"کاش میں اولیویا کو اپنا یہ حلیہ دکھا سکتا۔" اولیاری چہکارتی ہوئی سی آواز میں بولا۔

"اپنے قریب نہیں آنے دے گی اگر اس حلیے میں دیکھ لے۔"

"آخر تم مجھے کیا دکھانا چاہتے ہو۔"

"بس دیکھ ہی لینا... شاید پھر یقین نہیں کرو گے۔"

"اچھا... اچھا..."

ولاڈیا جینز پہنچ کر۔ ٹیلیفون آپریٹر کے توسط سے عمران نے موفی سارو کو اپنی آمد کی اطلاع بھجوائی تھی اس نے فون ہی پر اطلاع دی تھی۔ عمران تک موفی سارو کا جواب پہنچاتے ہوئے کہا "تم تنہا جا سکتے ہو۔"

"یہ ناممکن ہے اگر وہ مجھ پر اعتماد کرتی ہے تو میرا ساتھی بھی اس تک جائے گا ورنہ ہم دونوں ہی واپس چلے جائیں گے۔"

آپریٹر نے پھر اس سے رابطہ قائم کیا اور بالآخر انہیں اجازت مل ہی گئی آپریٹر ہی انہیں مونی سارو کے خیمے تک لے گیا تھا۔

مونی سارو پر نظر پڑنے کے بعد اوڈیاری نے نہ جانے کس طرح خود پر قابو پایا تھا۔

"یہ کون ہے؟" مونی سارو نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا۔

"میرا ایک گونگا ساتھی۔ جس کی ناک کتے کی ناک سے بھی تیز ہے اس کو کسی کی بو سنگھا دو۔ چھ ماہ بعد بھی اسے جا پکڑے گا۔"

"اوہ بیٹھو بیٹھو۔ تمہارے پاس بھی زیادہ تر کام ہی کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔"

عمران نے اوڈیاری کو بیٹھنے کا اشارہ کیا تھا اور وہ سچ مچ گونگا ہی نظر آنے لگا تھا

"کہو کیسے آنا ہوا؟"

"سب سے پہلے تو تم یہ کتاب پڑھو۔" عمران نے تھیلے سے کتاب نکالتے ہوئے کہا۔ "امریکہ کے محکمہ صحت کی طرف سے سرکاری طور پر شائع ہوئی ہے اس میں اس سے بحث کی گئی ہے کہ چرس فائدہ مند ہے یا نقصان دہ۔ محکمہ صحت کے تین آفیسر ڈاکٹروں کا متفقہ فیصلہ سنو۔" اس نے کتاب کے ورق الٹ کر ایک جگہ سے پڑھنا شروع کیا۔

"چرس نہ تو خطرناک ہے اور نہ مضر صحت ہے اس کے برخلاف زیادہ کام کرنے کی طرف راغب کرتی ہے... اور یہ ہیں لیڈی ڈاکٹر فلانور کارڈل۔ ڈاکٹر رابرٹ پیٹرسن ڈاکٹر مونیک براملی! یہ کہتے ہیں کہ چرس کے سلسلے میں یہ صدیوں پرانا اختلاف غیر منصفانہ ہے... کیا سمجھیں؟"

"تم مجھے یہ کیوں سنا رہے ہو؟"

"یہ مت بھولو کہ میں بنیادی طور پر چرستان کا ایجنٹ ہوں۔ اور اب تو شاید ہم باضابطہ طور پر چرس امریکہ بھجوا کر ڈھیروں زرمبادلہ کما سکیں۔"

"بکواس مت کرو۔ یہاں تو گانجہ دیش ہی کی چلے گی... میرے کام کا کیا رہا؟"

"تمہیں علم نہیں کہ کیا ہوا ہے؟"

"کیا ہوا ہے؟"

"وہ شمالی خانہ بدوش... کاؤنٹ اوڈیاری کو لمبی چوٹ دے گیا ہے۔"

"کیا ہوا—؟" مونی سارو کے لہجے میں اشتیاق تھا۔

"اوڈیاری کے پاس اُس کے اس بزرگ کاؤنٹ کی تلوار تھی جو سلطان صلاح الدین کے خلاف صلیبی جنگوں میں لڑ چکا تھا۔ وہ خانہ بدوش اس تلوار کو اڑا لے گیا۔ جانتی ہو برطانیہ میں اس کی کیا قیمت ملے گی؟"

"نہیں—!"

"کم از کم ڈھائی لاکھ پونڈ—"

"خدا کی پناہ—!"

"لیکن ابھی تک اوڈیاری نے سرکاری طور پر کوئی کارروائی نہیں کی۔ ذاتی طور پر نکاسی کے راستوں کی ناکہ بندی کرا دی ہے اور مجھے یقین ہے کہ خانہ بدوش اُدل بیا سے باہر نہیں جا سکا۔"

"اسے تلاش کرو۔" وہ پرجوش لہجے میں بولی۔ "تلوار سمیت اسے بحفاظت باہر نکال دوں گی اور تمہیں بھی منہ مانگا معاوضہ ادا کروں گی۔"

"یہ کُتّا اسی لیے ساتھ رکھا ہے۔ کل دوپہر تک میں تمہیں اس کا پتہ بتا دوں گا۔"

"پیشگی کچھ رقم درکار ہو تو بتاؤ۔ تم نے بڑی اچھی خبر سنائی ہے۔"

"نہیں! شکریہ مجھے تم پر اعتماد ہے۔ تم اعتماد کرو یا نہ کرو۔"

"نہیں نہیں... مجھے بھی تم پر اعتماد ہے۔" وہ جلدی سے بولی

"میرے ساتھیوں کا کیا حال ہے؟"

"آرام سے ہیں۔ ان کے لئے بھی ایک خیمہ مہیا کر دیا گیا ہے اب وہ کھلے آسمان کے نیچے نہیں ہیں۔ کیا تم ان سے ملے نہیں؟"

"اب یہ کام نپٹا کر ہی ملوں گا۔"

"تمہاری مرضی۔"

پھر وہ وہاں سے چلے آئے تھے۔ اور ولاڈیا چیمبر سے باہر قدم نکالتے ہی اولیاری نے گندی گندی گالیاں بکنی شروع کر دی تھیں۔

"ابھی نپٹے لیتا ہوں حرام زادی سے۔"

"بس بس! زیادہ تیزی دکھانے کی ضرورت نہیں اگر فی الحال تم نے اس کے خلاف کوئی قدم اٹھایا تو الٹی آنتیں گلے پڑیں گی۔"

"میں نہیں سمجھا۔"

"گھر چلو۔ اطمینان سے باتیں ہوں گی۔ اور اب تم وہ تلوار میرے حوالے کر دو۔ اور بوڈو فوناٹا سے متعلق سچ سچ رپورٹ درج کر کے اس کی پبلسٹی کرا دو۔"

"میری عقل کام نہیں کر رہی۔ گھر پہنچ کر ہی کچھ سوچیں گے۔"

"ابھی الیریا سے اس کا تذکرہ مت کرنا اور مونیکا بھی اگر اس دوران میں آ جائے تو اسے بھی برداشت کرنا۔"

"میرے بس سے باہر ہے۔"

"بس تو پھر تم پولیس مین نہیں چڑی مار ہو۔"

"میری عقل کام نہیں کر رہی۔"

"گھر پہنچ کر کرے گی۔"

سب سے پہلے وہ اس عمارت میں پہنچے تھے۔ جہاں سے میک اپ کر کے چلے تھے۔ اولیاری کا میک اپ اتارنے کے بعد عمران نے اپنا میک اپ پوری

طرح اتارا تھا۔ مونچھیں اور وگ برقرار رکھی تھیں۔ پھر اولیاری کی قیام گاہ پہ پہنچکر پہلا سوال مونیکا ہی سے متعلق کیا تھا۔

"کیا وہ کبھی کبھی یہاں راتیں بھی گزارتی رہی ہے؟"

"اکثر و بیشتر۔ جب میں رات کی ڈیوٹی پہ ہوتا تھا اولیریا اُسے بلوا لیتی تھی۔"

"ہوں... تمہاری خوابگاہ خالی ہوتی ہو گی۔"

"ہاں... وہ میرے بستر پر ہی سویا کرتی تھی.... ایسے موقع۔"

"بہت خوب! اب مجھے اپنی خوابگاہ میں لے چلو۔"

"آخر کچھ بتاؤ بھی تو"... اولیاری جھنجھلا کر بولا

"وہیں بتاؤں گا۔ خوابگاہ کا جائزہ لینے کے بعد یقین کرو۔ بڑی دشواری میں پڑنے والے ہو۔ سنیٹر قصاب زادے نے تمہیں پھانسنے کا پورا پورا انتظام کر رکھا ہے تم سے پہلے جو یہاں رہا ہو گا یا تو اس کا غلام بن کر رہا ہو گا یا اس کے لئے ایسا ہی کوئی انتظام کیا گیا ہو گا کہ بس ذرا جھکے اور سالا لٹک جائے۔"

"چلو—!" اولیاری اسے خوابگاہ کی طرف دھکیلتا ہوا بولا "خواہ مخواہ سسپنس پیدا کر کے مجھے دہشت زدہ کرنے کی کوشش مت کرو۔"

عمران اس کی خوابگاہ میں آیا اور پرتشویش نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ پھر بستر کے قریب جا کر بستر الٹ دیا۔ ٹیک کی بڑی خوبصورت مسہری تھی۔ عمران بغور اس کا جائزہ لیتا رہا۔ اولیاری برا سا منہ بنائے اس کے پیچھے کھڑا تھا اس کے چہرے سے تھکن اور بیزاری ظاہر ہو رہی تھی۔

"اسکریو ڈرائیور—!" عمران اپنا داہنا ہاتھ پیچھے لے جا کر بولا۔

"کیا مصیبت ہے! اس وقت اسکریو ڈرائیور کہاں تلاش کرتا پھروں؟"

"خیر فکر نہ کرو۔ ابھی تمہاری بیزاری رفع ہو جائیگی۔"

اس نے جیب سے قلم تراش چاقو نکالا۔ اور ایک جگہ کا اسکریو ڈھیلا کرنے لگا۔

"ٹھہرو۔ لاتا ہوں پالش۔ نہ تباہ کر دینا۔" اولیاری بوکھلا کر بولا

اولیاری نے اسکریو ڈرائیور تلاش کر لینے میں دیر نہیں لگائی تھی ویسے اس کی واپسی تک عمران ایک اسکریو نکال ہی چکا تھا۔ چوتھا اسکریو نکال کر اس نے تختہ فریم سے ہٹا دیا تھا اور اندر ہاتھ ڈال کر کچھ ٹٹولنے لگا تھا پھر دوسرے ہی لمحے میں کاغذات کے پلندے اور رجسٹر برآمد ہونے لگے تھے۔ اور ایک چھوٹا سا سوٹ کیس بھی نکلا۔ اولیاری کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی تھیں اس نے جھپٹ کر خواب گاہ کا دروازہ بند کیا اور اسے بولٹ کر کے پھر عمران کی طرف پلٹ آیا۔

"یہ دیکھو ڈاڈیا ایجنز کے حسابات کے رجسٹر ہیں۔ یہ واؤچرز اور اس سوٹ کیس میں منشیات کی کچھ نہ کچھ مقدار ضرور ہوگی۔" پھر عمران اگر پھرتی سے اٹھ کر اولیاری کو سنبھال نہ لیتا تو وہ چکرا کر فرش پر ڈھیر ہو گیا ہوتا۔

"ہمت ہمت! ذرہ برابر بھی فکر نہ کرو۔ میں ان سبھوں کو دیکھ لوں گا فکر نہ کرو قصاب زادے کی تو لاش کا بھی پتا نہ چلے گا..."

"میں ڈوب رہا ہوں۔ میرے دوست [illegible] کی تھرائی ہوئی آواز میں بولا۔

"عقل ٹھکانے نہ رکھی تو سچ مچ ڈوب [illegible] ے۔ اب تمہیں میرے مشوروں سے سرمو انحراف نہیں کرنا... سمجھے۔؟"

"سمجھ گیا۔" وہ مردہ سی آواز میں بولا۔

سوٹ کیس سے ہیروئین کی خاصی مقدار برآمد ہوئی تھی۔

ایک گھنٹہ تک وہ ان کاغذات کو آتشدان میں جلاتے رہے تھے ہیروئین گٹر میں بہا دی تھی۔ اولیڈیا سو چکی تھی ورنہ وہ اتنی آسانی سے کامیاب نہ ہو سکتے۔

"اب سنو!" عمران بالآخر بولا۔ "اپنے بزرگ کروسیڈو کی تلوار میرے حوالے کر دو میرے خلاف رپورٹ درج کر دو اور اسی وقت یہ خبر پریس کو بھی پہنچا دو تاکہ صبح کے اخبارات مونیکا کی پیشانی ٹھنڈی کر دیں اور ہاں میری عدم موجودگی میں اس کے ساتھ تمہارے برتاؤ میں کوئی فرق نہ آنا چاہیئے البتہ اب اسے یہاں رات بسر کرنے کا موقع ہرگز نہ دینا۔"

"میں وہی کروں گا جو تم کہو گے۔ سچ مچ خدا نے تمہیں فرشتہ رحمت بنا کر بھیجا ہے۔"

"نکاسی کے راستوں کی نگرانی باقاعدہ طور شروع کرا دینا۔"

"ایسا ہی ہوگا۔"

"تلوار لاؤ۔ اسی تلوار سے قصاب زادے کی گردن اڑا دوں گا۔"

...

عمران نے ہوٹل کے رجسٹر میں اپنا نام لوبو فونانا نہیں لکھوایا تھا۔ بلکہ عمران ہی کے نام سے کمرہ حاصل کیا تھا اور اپنے اصل کاغذات دکھائے تھے۔

صبح کو سب سے پہلے اس نے ولاڈیا جینز سے فون پر رابطہ قائم کرکے جیمسن کو بلوایا۔

"یس یور ہائینس!" جیمسن کی آواز آئی۔

"اردو چلے گی!" عمران بولا۔ "دیکھو برخوردار! اب تم دونوں وہاں سے بھاگ لو۔ ہپی ازم ختم۔ پھر گمنام بن جاؤ۔ جوزف کا بھی صفایا کر دو، ہوٹل وائشیر کے پھاٹک کے قریب جو پام کا سیاہ گملا ہے اس میں تین گھنٹے بعد تمہیں دو ہزار پونڈ کے کرنسی نوٹوں کا پیکٹ ملے گا۔ نکال لے جاؤ اور میری واپسی تک جہاں جی چاہے عیش کرو۔"

"بات سمجھ میں نہیں آئی۔"

"بکواس مت کرو۔ جو کہا گیا ہے اس پر عمل کرو۔"

سلسلہ منقطع کرکے وہ آج کے اخبارات دیکھنے لگا تھا۔ لوبو فونانا کی تصویر نہیں شائع ہوئی تھی۔ بس اوٹ پٹانگ سا حلیہ تھا۔ لیکن دوسری طرف ہوٹل کے رقص کی تصویریں موجود تھیں۔

"یہ تو بہت برا ہوا"، وہ آہستہ سے بڑبڑایا۔ "اس کا دھیان ہی نہیں رہا تھا۔ پھر دیکھا جائے گا۔"

آدھے گھنٹے بعد اس نے پھر ولاڈیا جینز سے فون پر رابطہ قائم کرکے مونی سارد سے گفتگو کا آغاز کیا۔

"تمہارا کام ہو گیا ہے! لیکن دام بھی سن لو۔"

"بتاؤ جلدی سے!" وہ پر اشتیاق لہجے میں بولی۔

"دو ہزار پونڈ نقد۔ مقامی کرنسی میں نہیں۔ اسٹرلنگ۔۔۔"

"منظور ہے!"

"ہوٹل والیشیر کے پھاٹک کے قریب پام کا سیاہ گملا ہے۔ پیکٹ اس میں ڈال دینا مجھ تک پہنچ جائے گا!"

"تم کیوں نہیں ملو گے؟"

"مصلحتاً۔ لیکن ایک ہفتے کے بعد ضرور ملوں گا کیونکہ ابھی تک چرس اور گانجے کا مسئلہ طے نہیں ہو سکا۔"

"وہ کہاں ہے!"

"ہوٹل وشیر کے کمرہ نمبر بارہ میں۔ لیکن کچھ پریشان بھی ہے۔ کاؤنٹ کے پاس تو شاید اس کی کوئی تصویر نہیں تھی۔ لیکن رقص کی تصویریں صبح ہی اخبارات میں آگئی تھیں۔"

"اوہ۔ اسے اس کی فکر نہ ہونی چاہئے۔ میں سب کچھ دیکھ لوں گی۔"

"لیکن اگر دو ہزار پونڈ نہ ملے تو میں تمہیں دیکھ لوں گا۔"

"وعدہ خلافی میرا شیوہ نہیں ہے۔ چھچھورے آدمی۔۔۔" غضبناک لہجے میں کہا گیا اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ عمران نے طویل سانس لی۔ اس کے ہونٹوں پر آسودہ سی مسکراہٹ تھی۔

پھر آدھے گھنٹے کے اندر ہی مونیکا اسی شکل میں وہاں آ پہنچی جس شکل میں اولیاری کے گھر پر ملی تھی۔ عمران تمکرا سے کھنچ کر کھڑا ہو گیا۔ "بس یہاں ہو وہیں ٹھہرو۔ ورنہ ــ

کمرے کا فرش خون کا تالاب بن جائے گا۔"

"احمق!" وہ ہنس کر بولی۔ "میں تمہاری مدد کرنے آئی ہوں۔ اور تمہارا سراغ پانے کے لئے میں نے پورے دو ہزار پونڈ خرچ کئے ہیں اوبیاری کے فرشتوں کو بھی علم نہیں کہ تم کہاں ہو۔"

"میں کیسے یقین کروں... تم اس کی دوست ہو..."

"تم بھی تو اس کے دوست ہی تھے..." وہ آنکھ دبا کر مسکرائی۔

"اس کی قیمت کم از کم دو لاکھ پونڈ سٹرلنگ۔۔۔ ہے نا!" عمران تلوار ہلا کر بولا۔ "اور دو لاکھ سے بڑا میرا باپ بھی نہیں ہے۔ دوست کیا چیز ہے۔"

"میری مدد کے بغیر تم سارڈینیا سے باہر قدم بھی نہیں نکال سکو گے اس کے آدمی سارے راستوں کی نگرانی کر رہے ہیں۔"

"تم کہاں کی ہمدرد نکل آئیں۔"

"میں... میں تم پر مر مٹی ہوں۔ کسی قیمت پر بھی تمہیں ضائع نہ ہونے دوں گی میں قسم کھا سکتی ہوں زندگی میں پہلے مرد ہو۔ جسے مرد کہنے کو دل چاہتا ہے۔"

"آہا۔ یہ تو خصوصیت ہے میری۔" عمران ہنس کر تلوار جھکاتا ہوا بولا۔ "اب یقین آگیا کہ تم میں بھی عورت پن کم مردانہ پن زیادہ ہے۔"

"ابھی اور اسی وقت میرے ساتھ نکل چلو۔ باہر ایک بند گاڑی موجود ہے لیکن یہ تلوار۔۔۔؟"

"تلوار کے بغیر میں قدم بھی نہیں نکالوں گا یہاں سے۔"

"دیر نہ کرو۔ اگر ہوٹل والوں کی توجہ ادھر ہو گئی تو دشواری ہوگی۔" اس نے میکسی پہن رکھی تھی شاید تلوار ہی تھی اس کے ذہن میں اسی لئے ایسے لباس میں آئی تھی کہ تلوار کو چھپا کر لا سکے۔

"لاؤ تلوار مجھے دو اور بے فکری سے نکل چلو۔ کرنسی ہو تو ساتھ لے لو سوٹ کیس یہیں چھوڑ چلو۔"

عمران نے احمقانہ انداز میں تلوار اسے تھما دی اور دوسرے ہی لمحے میں ڈھیلی ڈھالی میکسی میں چھپ چکی تھی۔

اور وہ باہر نکلے چلے آئے تھے۔ بند گاڑی انہیں لیکر سیدھی ولا ڈیابینز کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ اور وہاں پہنچکر صرف سارہ کے خیمے کے سامنے ہی رکی تھی۔

"اترو۔" اس نے عمران سے کہا۔

وہ اترا تھا اور متحیرانہ انداز میں چاروں طرف دیکھتا ہوا بولا۔ "آہا... یہ کون سی جگہ ہے... کیا چیز ہے... واہ..."

"تم جیسوں کی پناہ گاہ!" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی۔

"خوب! تم بھی عجیب چیز ہو... اور... اپنے ہی قبیلے کی معلوم ہوتی ہو۔"

"یہی سمجھ لو۔ اگر میرے ساتھ رہنا چاہو تو سال بھر میں کروڑ پتی بنا دوں۔ طاقتور اور بہادر ہو۔ بد معاشی کے داؤ پیچ سکھا دوں گی۔ میک اپ کا ماہر بنا دوں گی اور اوبیاری جیسے تمہارے قدموں میں ہوں گے۔"

"منظور!" وہ پرجوش انداز میں اس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہوا چہکا۔ مونیکا نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔ پھر وہ اسے خیمے میں لائی تھی۔

"کیا پیو گے؟"

"شکریہ! کسی قسم کا بھی نشہ نہیں کرتا۔ حتیٰ کہ تمباکو بھی نہیں۔ صرف چائے یا کافی۔"

"یہ بہت اچھی بات ہے... لیکن عورت۔۔۔؟"

"ابھی تک کوئی اس حد تک متاثر نہیں کر سکی۔"

"اس معاملے میں بھی با اصول معلوم ہوتے ہو۔ بحیثیت پارٹنر ہم اچھی طرح

گزارہ کر سکیں گے۔

"فی الحال تلوار کی بات کرو۔ کم از کم دو لاکھ پونڈ میں فروخت ہو گی پچاس ہزار تمہارے۔"

"میرے لیے پچاس ہزار کی کیا حقیقت ہے، چاہو تو دو لاکھ ہی میرے ہاتھ فروخت کر دو۔"

"اوہ... اتنی مالدار ہو۔"

"بزنس میری جان.... ہم کروڑوں میں کھیلتے ہیں۔ لیکن میں حسب وعدہ تلوار سمیت تمہیں۔ اول یہاں سے ضرور نکال دوں گی۔ اور تم ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچو گے جو تمہیں پرکھے گا۔ اس کے بعد تم بزنس میں شامل ہو جاؤ گے اور اولیاری جیسے تمہارے بوٹ چاٹیں گے۔"

"سوال تو یہ ہے کہ تم اس طرح اچانک مجھ تک کیسے آ پہنچی تھیں؟"

"میں یہاں کی ایک طاقتور شخصیت ہوں۔" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی مسکرائی تھی۔ "اگر ایسا نہ ہوتا تو اولیاری کے سر پہ سوار نہ ہوتی۔"

"کیا وہ تمہارے اس روپ سے واقف ہے؟"

"نہیں۔ بس یہاں کی ایک خاندانی رئیس زادی سمجھتا ہے۔ یہاں جو میرا رعب ہے تم ابھی دیکھ لو گے۔ ذرا دیر ٹھہرو۔"

وہ خیمے سے باہر چلی گئی تھی۔ اور عمران بونقوں کی طرح آنکھیں پھاڑے نقلی عرب چیف کے اس ٹینٹ کی ایک ایک چیز کا جائزہ لیتا رہا تھا اور اولیاری کی خاندانی تلوار سامنے میز پہ رکھی تھی۔ آدھے گھنٹے کے بعد مونیکا بحیثیت مونی سارو خیمے میں داخل ہوئی تھی اور عمران حیرت سے بولا۔ "ارے تم تو بالکل بدل گئی ہو۔"

"اولیاری بھی دیکھے تو محض تھوڑی سی مشابہت کا دھوکا کھائے گا۔ مونیکا

ہرگز نہیں بچے گا۔"

"اب تو تم بہت پیاری لگ رہی ہو۔"

"سچ مچ وحشی ہی معلوم ہوتے ہو تم مجھے ضرور چاہو گے۔" اس نے نشیلی آنکھوں سے اسے گھورتے ہوئے کہا تھا۔

"سچ مچ متاثر کر رہی ہو۔"

مونی سارو نے تالی بجائی تھی اور ایک وحشت زدہ سا حبشی خیمے میں داخل ہوا تھا۔

"ان دونوں یرغمالیوں کو یہاں لاؤ۔" اس نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔ اور وہ کسی حبشی غلام کی طرح اس کے سامنے جھکا تھا اور خیمے سے نکل گیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی واپسی ہوئی تھی اور اس کے چہرے پہ ہوائیاں اڑ رہی تھیں۔

"س س... سی نوریتا... وہ... بھاگ گئے۔"

"کیا۔" وہ دہاڑتی ہوئی اٹھی تھی اور میز پہ سے چمڑے کا چابک اٹھایا۔ حبشی بری طرح کانپ رہا تھا۔

"محافظوں کو بلاؤ۔"

"ب.... باہر موجود ہے۔ سی نوریتا۔"

وہ سراپردہ کی طرف جھپٹی تھی۔

"ٹھہرو۔" عمران ہاتھ اٹھا کر بولا۔

وہ رک کر اس کی طرف مڑی تھی اور ہاتھ ہلا کر حبشی سے باہر ٹھہرنے کو کہا تھا

"کیا تم محافظوں کو مار دو گی؟"

"کھال کھنچوا دوں گی ان کی۔"

"میری موجودگی میں ناممکن ہے۔"

"کیا مطلب؟"

"تم میری موجودگی میں کسی مرد پر ہاتھ نہیں اٹھا سکتیں۔"

وہ ہنس پڑی تھی۔ اور اس کی آنکھوں میں دیکھتی ہوئی بولی تھی۔ "وہ مرد نہیں بلکہ عورتوں سے بدتر ہیں کہ ان سے دو آدمیوں کی نگرانی نہ کی گئی۔"

"کوئی اور سزا دے دو... مار نہیں سکتیں۔"

"اچھا... اچھا... تمہارے کہنے سے انہیں معاف کر دوں گی۔"

...

ڈومن کی ہدایت کے مطابق جیمسن نے ریشیو کے پھاٹک کے قریب والے سیاہ گملے میں ہاتھ ڈالا تھا اور دو ہزار پونڈ کے نوٹوں کا بنڈل برآمد کر لیا تھا۔

"تو پھر کیوں نہ اسی ہوٹل میں قیام کریں۔" اس نے جوزف سے کہا

"میں تو وہیں خوش تھا۔" جوزف بولا

"ہاں۔ یہاں تمہاری بکواس سننے والا کوئی نہیں ہوگا۔"

"خیر دیکھو۔" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا۔ "اگر کچھ ڈھنگ کی لڑکیاں ہوں تو یہیں ڈیرہ ڈال دو۔"

"ہائیں۔۔" جیمسن اچھل پڑا اور اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا جیسے اس کے سر پر سینگ نکل آئے ہوں۔

"اس ٹارا کیوں ڈیکھتا سالا۔" جوزف اردو میں بولا۔

"یہ لل... لڑکیوں کی بات تم کر رہے ہو؟"

"ہاں سالا... تمہارا سویٹ (صحبت) کا آسرا ہے۔"

"تب تو بھاگ لو یہاں سے۔ لیکن نہیں ٹھہرو۔ میں اندر جا کر دیکھتا ہوں۔"

جوزف پھاٹک ہی پر ٹھہرا تھا اور جیمسن ہوٹل کے اندر چلا گیا تھا تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تھا۔ لیکن چہرے پر ایسے ہی آثار تھے جیسے کوئی اچھی خبر نہ لایا ہو۔

"اندر پولیس ہے اور ہز میجسٹی کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہی ہے اخبار میں

اس رقص کی تصویریں ہیں جو انہوں نے ہوٹل میں ایک لڑکی کے ساتھ کیا تھا اور یہ خبر بھی ہے کہ وہ اپنے دوست پولیس آفیسر کی خاندانی تلوار لے بھاگے ہیں۔"

"یہ کیسے ممکن ہے؟"

"نام لوبوفونا چھپا ہے۔"

"پتا نہیں کیا چکر ہے۔"

"میں نے تمہارے لئے کرہ حاصل کر لیا ہے۔ تم یہیں ٹھہرو گے اور میں ہاؤ مگٹی کے پیچھے جاؤں گا۔"

"کہاں ڈھونڈو گے؟"

"اس عورت موفی سارو کا کوئی چکر معلوم ہوتا ہے۔ پھر دلاڈیا جینز واپس جاؤں گا دوسرے میک اپ میں۔ تم اپنے رنگ کی وجہ سے وہاں شبہے کی نظر سے دیکھے جاؤ گے۔"

"بات تو ٹھیک ہے۔ اچھی بات ہے جو سمجھ میں آئے کرو۔"

پھر جوزف وہیں رہ گیا تھا۔ اور جیمسن ہلکے میک اپ میں پھر دلاڈیا جینز کی طرف چل پڑا تھا۔ اس بار اس کے بال سنہرے تھے اور آنکھوں پہ تاریک شیشوں کی عینک تھی۔ ایک بار پھر دلاڈیا جینز اس کا مسکن بن گیا لیکن تنہائی کھانے کو دوڑ رہی تھی۔ ٹیکسی والا گروہ اب بھی وہیں مقیم تھا لیکن کوئی تقریب بہر ملاقات سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔ عمران کی زبانی جرس اور گانجے کی کشمکش کا علم بھی ہو چکا تھا اس لئے جرس کے ایجنس کے توسط سے دوست بنانے کا امکان بھی خارج از بحث تھا۔ اس نے جلد ہی پتا لگا لیا کہ عمران بحیثیت لوبوفونا موفی سارو کے خیمے میں مقیم ہے جیب گرم تھی اس لئے اس نے کھڑے گھاٹ ایک اسکوٹر بھی خرید لیا تھا اگر نہ خریدتا تو وہ رات آنکھوں میں ہی کاٹنی پڑتی اور وہ خود کو کبھی معاف نہ کر سکتا کیونکہ

رات کے کھانے کے بعد عمران اور موفی سارو دلاڈیا جینز سے نکل کھڑے ہوئے تھے موفی سارو نے گیراج سے سیاہ رنگ کی ایک بیوک نکلوائی تھی اور وہ دونوں کسی نامعلوم منزل کی طرف روانہ ہو گئے تھے اگر اسکوٹر نہ ہوتا تو وہ ان کا تعاقب ہرگز نہ کر سکتا۔ رات کو دلاڈیا جینز کے آس پاس ٹیکسیاں نہیں ملتی تھیں شہری آبادی میں ان کی گاڑی اس عمارت کے سامنے رکی تھی جہاں جہاز راں کمپنیوں کے دفاتر تھے جیمسن نے بھی اسکوٹر روکا تھا اور پیدل ان کا تعاقب کرتا ہوا ایک کمپنی کے بکنگ آفس تک آیا تھا شاید انہوں نے کہیں کے ٹکٹ خریدے تھے یہاں روشنی میں جیمسن نے موفی سارو کے ساتھی کو غور سے دیکھا وہ میک اپ ہونے کے باوجود بھی پہچانا جا سکتا تھا عمران کے علاوہ اور کوئی نہیں تھا ان کے کاؤنٹر سے ہٹتے ہی جیمسن نے یہ بھی معلوم کر لیا کہ انہوں نے جزیرہ میڈیلینیا کے ٹکٹ لئے ہیں اور کمپنی کا اسٹیمر ٹھیک دو گھنٹے کے بعد اول بیا کا ساحل چھوڑ دے گا جیمسن نے بھی ٹکٹ خرید لیا تعاقب کا سلسلہ ٹوٹ چکا تھا وہ وہاں سے سیدھا اپنے اسی ہوٹل میں واپس آیا جہاں جوزف مقیم تھا۔ پوری کہانی سناتے ہوئے اس نے جوزف سے کہا۔ "پورے ایک ہزار پونڈ تم اپنے پاس رکھو۔ لیکن معاملہ مین ہوٹل لو میرے آگے نہ بڑھنے دینا۔"

"ایسے ہی مواقع پر میں اپنی رنگت کو کوسنے لگتا ہوں۔" جوزف ٹھنڈی سانس لے کر بولا "بے فکر جاؤ…… تنہائی میں مجھ سے کوئی حماقت بھی سرزد ہو سکتی ہے اس لئے ہوٹل سے باہر ہی نہ نکلوں گا۔"

"اس سے بہتر کیا ہو سکتا ہے میں نے محسوس کیا ہے کہ یہاں کی عورتیں کالے آدمیوں کی تاک میں رہتی ہیں۔"

"زیادہ بکواس کی ضرورت نہیں۔ میں دودھ پیتا بچہ نہیں ہوں۔"

جیمسن تھوڑی دیر بعد بندرگاہ کی طرف جا رہا تھا۔

اسٹیمر دوسرے دن دس بجے سے پہلے میڈیلنیا نہیں پہنچ سکا تھا۔ کئی چھوٹی چھوٹی بندرگاہوں پر بھی رکتا ہوا آیا تھا۔ اور یہ اچھا ہی ہوا تھا ورنہ جیمسن کو تعاقب میں دشواری پیش آتی۔ میڈیلنیا اس کے لئے بالکل ہی نئی جگہ تھی اول تیا میں تو خاصا گھوم پھر لیا تھا۔

اسٹیمر سے اتر کر تو تعاقب میں بالکل ہی دشواری پیش نہیں آئی تھی وہ پیدل ہی جا رہے تھے۔ اور ان کا سامان ایک مقامی آدمی اٹھائے ہوئے تھا۔ عمران کے ہاتھ میں اسی کے قد سے بھی اونچا ایک عجیب وضع کا ڈنڈا تھا۔ غالباً پوری تلوار اس ڈنڈے میں پوشیدہ تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ دونوں ایک قلعہ نما عمارت میں داخل ہوئے تھے اور جیمسن باہر ہی کھڑا اتا پتا رہ گیا تھا۔ کیونکہ نہ تو یہ کوئی تاریخی عمارت تھی اور نہ ہوٹل تھا۔ کسی کی رہائش گاہ معلوم ہوتی تھی۔ باہر مسلح اور باوردی آدمیوں کا پہرہ تھا۔ مونی سارد کے استقبال کے انداز سے صاف ظاہر ہوتا تھا جیسے وہ پہلے ہی سے اس کے منتظر رہے ہوں۔

تھوڑی دیر بعد اس کے پاس اس عمارت کے مکین سے متعلق خاصی معلومات اکٹھا ہو گئیں تھیں۔ یہاں اٹلی کا ایک طاقتور سیاسی لیڈر اولڈب مارکونی، سنیٹر اولڈب مارکونی رہتا ہے اور عوام میں سنیٹر قصاب زادہ کے نام سے مشہور

تھا۔ وجہ تسمیہ یہ معلوم ہوتی تھی کہ اس کے پردادا کو شاہی قصاب ہونے کا فخر حاصل تھا بادشاہ کے لئے اپنے ہاتھوں سے امڈر کٹ نکالا کرتا تھا اور جانور کا انتخاب بھی خود ہی کرتا تھا۔

میڈیلنیا خوبصورت جگہ تھی۔ پتھریلی زمین پر اتنے عمدہ جنگل اور سبزہ زار جیمسن نے پہلے کبھی نہیں دیکھے تھے۔ اگر اسے خوشبوؤں کا جزیرہ کہا جاتا تو بے جا نہ ہوتا ہر طرف سیاحوں کے غول کے غول نظر آئے۔ ان میں سے کچھ بحری راستوں سے آئے اور کچھ جزیرہ کیپریا سے موٹروں کے ذریعے آئے تھے۔

جیمسن نے ایک سرائے نما ریستوران میں قیام کیا تھا۔ جو قصاب کیسل سے زیادہ دور نہیں تھا۔

شام کی چائے پیتے وقت ایک ہینڈبل پر نظر پڑی۔ ویٹر کچھ ہی دیر قبل اسے میز پر رکھ گیا تھا۔ ہینڈبل اطالوی اور انگریزی دونوں زبانوں میں چھاپا گیا تھا۔ مضمون یہ تھا۔

”کیسل پارک میں تماشے کی رات سیاحوں کو مژدہ..... اطالوی لوک کہانیوں کی ڈرامائی تشکیل۔ اور اہم ترین پروگرام۔ سنیٹر کے ایک قبائلی دوست کے کرتب۔ جو آواز پر نشانہ لگانے کا ماہر ہے۔ نشانہ بازی کی بہترین ایسی اقسام جو عام آدمی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتیں۔ ٹکٹ براہ راست کیسل سے حاصل کئے جا سکتے ہیں یا سیاح ان ہوٹلوں کی انتظامیہ سے رجوع کریں جہاں وہ مقیم ہیں۔“

”قبائلی دوست!“ جیمسن نے طویل سانس لے کر آہستہ سے کہا۔ ”سی تورلوبونوٹانا کے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔“

اسی ریستوران کے منیجر سے اس نے تماشے کی رات کا ٹکٹ حاصل کیا تھا اور دن ڈھلتے ہی کیسل پارک میں جا دھمکا تھا یہاں روشنی کا ایک ایسا انتظام نظر آیا کہ رات روز روشن بن کر رہ گئی تھی۔ نشستوں کا معقول انتظام تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے وہاں آئے دن ایسے کھیل تماشے ہوتے رہتے ہوں۔ تو یہ سنیئر قصاب زادہ دونوں ہاتھوں سے دولت سمیٹ رہا ہے۔

تھوڑی دیر بعد مغربی دروازے سے ایک جلوس پارک میں داخل ہوا جس میں قدیم وضع کے روہن دکھائی دے رہے تھے ان میں عورتیں بھی تھیں اور مرد بھی۔ پچھاتے ہوئے رنگارنگ ملبوس تھے اور انہوں نے مشعلیں اٹھا رکھی تھیں قدیم طرز کے سازوں کی آواز سے پارک گونجنے لگا۔ بڑے بڑے ڈھول کمروں پہ بار کئے گئے تھے جنہیں وحشیانہ انداز میں پیٹا جارہا تھا۔

"ہم سے اچھے تو یہ گدھے ہیں" جمیسن نے برابر بیٹھے ہوئے بوڑھے آدمی سے کہا۔ "کیسے شاندار کوٹ پہن رکھے ہیں انہوں نے"

"تم بھی گدھے بن جاؤ" بوڑھا ہنس کر بولا تھا۔ "کہاں سے آئے ہو؟"

"مراکش سے۔ جمین مراکشی کہلاتا ہوں"

"میں فرانس سے آیا ہوں۔ نیپولین نام ہے۔ اور یہ میری محبوبہ فدیلی ہے"

بوڑھے نے بائیں جانب اشارہ کیا تھا جمیسن نے جھک کر دیکھا۔ لڑکی کی عمر زیادہ سے زیادہ اٹھارہ سال رہی ہوگی۔ محبوبہ سے زیادہ اس کی نواسی لگتی تھی۔

"ہائے۔!" جمیسن نے اسے متوجہ کر کے کہا۔

"یہ امریکیوں کی طرح ہائے وائے کیوں کر رہے ہو تم نے دیکھا فدیلی اس بیوقوف مراکشی عرب کو۔!"

"عرب نہیں بربر ہوں" جمیسن غصیلے لہجے میں بولا۔ فدیلی پوری طرح اس کی

طرف متوجہ ہوگئی تھی۔ میدان میں لوک رقص شروع ہوگیا تھا۔

"سب بکواس ہے" بوڑھا بڑبڑایا "میں تو صرف نشانے بازی کے کمالات دیکھنے آیا تھا۔ کتابوں میں پڑھا تھا آوازیہ نشانے کے بارے میں۔ میں نے کہا آج دیکھ بھی لوں۔ اگر وہ فراڈ نہیں ہے تو....."

"شٹ اپ نیپولین!" فدیلی بولی "تم بہت زیادہ بکواس کرتے ہو"

"سوری ڈارلنگ... یہ بیوقوف بربر جان کو آگیا ہے"

"میں کیا کر رہا ہوں" جمیسن بھڑک گیا "گدھے پن کی باتیں مت کرو ورنہ تمہاری کمر پہ ڈھول باندھ کر بجانا شروع کر دوں گا"

"میری محبوبہ کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے ہو نوجوان بوڑھے! تم کسی بھی فیلڈ میں میرا مقابلہ نہیں کر سکتے"

"محترم میں نے آپ کو چیلنج تو نہیں کیا" جمیسن گڑبڑا کر بولا

"او ہو! بُرا مان گئے پیارے" فدیلی بولی "چلو ہماری لانچ پہ تمہاری تواضع کریں گے"

"یہ کیا بکواس شروع کر دی تم نے!" نیپولین نے بگڑ کر کہا۔

"بُری بات ہے پردیسیوں کا دل نہیں دکھایا کرتے"

"اچھی بات ہے۔ تم کہتی ہو تو یہی سہی"

"چلو اٹھو کیا رکھا ہے یہاں" فدیلی اٹھتی ہوئی بولی "لانچ پر اس بربر سے گیت سنیں گے۔ صورت سے ہی گویا معلوم ہوتا ہے"

"ضرور گیت سناؤں گا۔ اگر گیٹار مل گیا"

"گیٹار ہے ہمارے پاس" وہ چہک کر بولی تھی اور جمیسن مگن ہو گیا تھا پھر وہ تماشہ گاہ سے نکل کھڑے ہوئے تھے اور ان کا رخ ساحل کی طرف تھا۔

تھوڑی ہی دور چلے ہوں گے کہ اچانک کئی آدمی ان پر ٹوٹ پڑے۔ جیمسن کے بغلی ہولسٹر سے ریوالور نکل آیا تھا اس نے انہیں کور کرتے ہوئے پیچھے ہٹ کر کہا "شریف آدمیو! کیا تم شریف آدمیوں کو نہیں پہچان سکتے"

"پولیس... " ان میں سے ایک غرایا

"پھر بھی... الزام بتائے بغیر۔ تم اس طرح پیش نہیں آسکتے"

"ریوالور کا پرمٹ ہے تمہارے پاس"

"نہیں! نقلی ریوالور کے لئے پرمٹ ضروری نہیں" جیمسن نے ریوالور کو اس کی طرف اچھالتے ہوئے کہا۔ اس نے ریوالور کو کیچ کیا تھا اور اس کا جائزہ لیتا ہوا اپنے دونوں ساتھیوں سے بولا تھا۔

"انہیں حراست میں لے لو"

تو پھر وہ تینوں حراست میں لے لئے گئے۔ بوڑھا زیر لب گالیاں دے رہا تھا اور اپنی نوجوان محبوبہ کو الزام دے رہا تھا۔

"میں نے کیا کیا ہے" وہ تنتنا کر بولی

بہر حال وہ کسی پولیس سٹیشن کی بجائے۔ سینڈیکیٹ کے کیسل ہی کے ایک حصے میں لائے گئے تھے

"یہ تو پولیس اسٹیشن نہیں" جیمسن انہیں گھورتا ہوا بولا

"یہ حرامزادے میری جوان محبوبہ کو ہڑپ کر جانا چاہتے ہیں" بوڑھا بولا

"میں بام مچھلی تو نہیں ہوں۔ بوڑھے کھوسٹ" وہ تنتنا کر بولی

"اب ایسے لہجے میں بات کرو گی"

"کیوں نہ کروں تم اوّل درجے کے گدھے ہو"

جیمسن کو وہاں سے ہٹا دیا گیا۔ وہ اسے ایک الگ کمرے میں لائے۔ اور زبردستی اس کا میک اپ اتار دیا۔

"اب بتاؤ تم کون ہو۔ اور سی نورا مرفی سارہ کا تعاقب کیوں کر رہے تھے؟" ان میں سے ایک نے اسے گھورتے ہوئے پوچھا

"میں نہیں جانتا"

"فی الحال اس معاملے کو یونہی رہنے دو۔ سنڈیکیٹ کے سامنے پیش کریں گے" دوسرا بولا

اس طرح وقتی طور پر جیمسن مزید پوچھ گچھ سے بچ گیا۔

— — —

ادھر عمران پارک میں اپنی مشاقی کا مظاہرہ کر رہا تھا کئی طرح سے نشانے لگا کر داد وصول کر رہا تھا۔ مونی سارو تو کھلی پڑ رہی تھی۔ خوفناک شکل والا گنجا اور بل ڈاگ ٹائپ سینیٹر اس کے قریب ہی بیٹھا ہوا اس کی ہاں میں ہاں ملائے جا رہا تھا۔

"بھئی یہ تو غضب کا آدمی ہاتھ لگا ہے۔۔ کیا تمہاری طبیعت بھی ہے اس پر"

"ہاں سینیٹر۔ یہ پہلا مرد ہے جس نے مجھے متاثر کیا ہے"

"دونوں کو مالا مال کر دوں گا"

"شکریہ سینیٹر! لیکن اس کی تلوار کا کیا ہوگا"

"جو قیمت دوسرے ادا کریں گے اس سے زیادہ میں دے سکتا ہوں۔ آخر مجھے بھی تو نوادرات کا شوق ہے۔"

"میں بھی یہی سوچ رہی ہوں۔ اتنی قیمتی چیز کسی دوسرے ملک میں کیوں فروخت ہو"

"اودیاری کی تو بڑی حالت ہوگی"

"پتا نہیں۔"

"خیر۔۔۔ دیکھیں گے"

اتنے میں ایک آدمی آیا تھا اور جھک کر سینیٹر کے کان میں آہستہ آہستہ

کچھ کہنے لگا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جاؤ!" وہ ہاتھ ہلا کر بولا۔ اور وہ آدمی الٹے پاؤں واپس چلا گیا تھا۔ ادھر عمران چمکدار متحرک چیزوں پر نشانے لگا رہا تھا۔

"کیا بات تھی؟" مونی سارو نے سینیٹر سے پوچھا

"وہ آدمی پکڑ لیا گیا ہے۔ جو اڈول بیا سے تم دونوں کا تعاقب کرتا ہوا یہاں آیا تھا۔"

"کمال ہے۔ مجھے تو علم نہیں"

"میں غافل تو نہیں رہتا"

"میں سمجھی!"

"کیا سمجھیں؟"

"تمہیں مجھ پر بھی اعتماد نہیں ہے۔ دراصل تم میری بھی نگرانی کراتے ہوگے اسی سلسلے میں یہ انکشاف تم پر ہوا ہوگا"

سینیٹر کچھ نہ بولا۔ انداز ایسا ہی تھا جیسے بزبان خاموشی کہہ رہا ہو "تم ٹھیک سمجھی ہو" لیکن مونی سارو کی پیشانی پر ناگواری کی لکیریں ابھر آئی تھیں اس نے بھی مزید پوچھ گچھ نہ کی۔ ویسے اس کی آنکھوں میں الجھن کے آثار صاف محسوس کئے جا سکتے تھے۔

پروگراموں کے اختتام پر وہ عمران سمیت عمارت میں واپس آئے تھے اور جیمسن بصورت اصلی ان کے سامنے پیش کیا گیا۔ شاید سینیٹر عمران پر اس کا ردعمل دیکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اسے ناکامی ہوئی۔ عمران ایسا بن گیا جیسے اس سے پہلے کبھی اسے دیکھا ہی نہ ہو۔ پھر سینیٹر نے اس سے براہ راست سوال کیا۔

کیا تم اس آدمی کو جانتے ہو؟"

"نہیں! میں نے پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ کیا قصہ ہے؟"

"اول بیاسے تم دونوں کا تعاقب کرتا ہوا آیا ہے۔"

"تب تو پھر اولیاری ہی کا کوئی آدمی ہو سکتا ہے۔" عمران بولا

"ناممکن... میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں۔" مونی سارو نے برا سا منہ کر کہا

"یہ ٹھیک ہے! میں اسی کا آدمی ہوں۔ آج سے نہیں قریباً تین سال سے۔"

"کیا مطلب؟" مونی سارو نے آنکھیں نکالیں۔

"مونی ڈارلنگ میں تمہارے قریب کسی دوسرے مرد کا وجود برداشت نہیں کر سکتا۔" جیمسن نے دردناک لہجے میں کہا۔

"کیا بکواس ہے۔ میں نہیں جانتی تم کون ہو۔"

"میں نے یہ کب کہا ہے کہ تم مجھے جانتی ہو۔ میرے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ میں تمہیں جانتا ہوں۔ تین سال سے مختلف بھیسوں میں ولاڈیا جیز میں ہی پڑا رہتا ہوں۔"

"تم مختلف اوقات میں میرا تعاقب کرتے رہے ہو۔"

"بالکل کرتا رہا ہوں۔ میں نے تمہیں اس شخص کے ساتھ رقص کرتے بھی دیکھا تھا اور بہت جلد اسے مار ڈالوں گا تمہاری آنکھوں میں اس کے لئے محبت نہیں برداشت نہیں کر سکتا۔"

"کیا تمہیں یقین ہے کہ تم اسے نہیں جانتے۔" سنیٹر نے پھر عمران کو مخاطب کیا

"تم آدمی ہو... یا..." عمران جھلا کر بولا تھا لیکن مونی نے اسے جملہ پورا کرنے سے روک دیا۔

"تم میرے مہمان کی توہین کر رہے ہو۔ مسٹر سنیٹر!" مونی نے دخل اندازی کی تھی

"تم اچھی طرح جانتی ہو کہ میں مشکل ہی سے اعتماد کیا کرتا ہوں۔"

"یہ تم مجھے کس جانور کے پاس لائی ہو۔"

"اف فوہ... فونانا... تم خاموش رہنا۔" وہ اس کا شانہ تھپک کر بولی

"نہیں لینے دو۔" سنیٹر غرایا تھا۔ پھر اس نے اپنے آدمیوں سے کہا۔ "لے جاؤ اور اتنا تشدد کرو کہ سب کچھ اگل دے۔"

"مجھے تم سے ایسی امید نہیں تھی۔" جیمسن مونی سارو کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا

"میں بھی اسے پسند نہیں کروں گا۔" عمران بولا۔ "وہ تمہیں اس قدر چاہتا ہے۔"

"میں بھی اس کو اسی قدر چاہتا ہوں۔" سنیٹر بولا

"اچھا تو رقابت کی بنا پر تم اس پر ظلم کرو گے۔" عمران نے اسے گھور کر کہا۔

"تم خاموش رہو۔ ورنہ تمہارا امتحان لینے پر مجبور ہو جاؤں گا۔"

"اس سے اس لہجے میں گفتگو نہ کرو سنیٹر۔" مونی سارو بھڑک اٹھی۔ "ورنہ میں اسے واپس لے جاؤں گی۔"

"تم اسے واپس لے جاؤ گی؟" سنیٹر حقارت سے بولا

"اپنا لہجہ ٹھیک کرو!"

"اوہ... تو اس چھت کے نیچے مجھ پر غرائے گی۔" سنیٹر کا لہجہ بھی توہین آمیز تھا۔ دوسرے ہی لمحے میں عمران کا الٹا ہاتھ اس کے جبڑے پر پڑا تھا۔ اس کی کرسی کھسکنے کی آواز آئی تھی اور پل بھر کے لئے وہاں سناٹا چھا گیا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔

"مارو۔" دفعتہً سنیٹر دھاڑا تھا اور اس کے چاروں آدمی عمران پر ٹوٹ پڑے تھے۔ پھر ایک تو فوری طور پر اچھل کر دور جا پڑا تھا جس کے اوپر سے عمران چھلانگ لگا کر کمرے کے وسط میں پہنچ گیا۔

جیمسن کے ہاتھ بھی اب بندھے ہوئے نہیں تھے اس نے چیخ کر کہا:

"اے رقیب! پرواہ نہ کر۔ اس وقت میں تیرا ہی ساتھ دوں گا۔"

اتنی دیر میں دوسرا بھی ڈھیر ہو چکا تھا۔ ایسا لگتا تھا جیسے عمران ناک تاک کر مخصوص قسم کی ضربات لگا رہا ہو۔ جب بھی ہاتھ پڑ جاتا پھر نہ اٹھ سکتا۔ موفی ساردو قہقہے لگا رہی تھی اور سنیٹر گالیاں بک رہا تھا۔ چھٹے آدمی کے گرتے ہی سنیٹر نے ریوالور نکال لیا۔

"فونانا... ہوشیار!" موفی ساردو چیخی۔

"پرواہ مت کرو۔ اس کی موت آئی ہے۔"

"کتے... !" سنیٹر نے فائر جھونک مارا

موفی ساردو نے عمران کو گرتے دیکھا پھر اسے تاب نہ رہی۔ وہ دیوانہ وار سنیٹر پر ٹوٹ پڑی اور جمیین چلانگیں مارتا ہوا ان دونوں کے قریب آ پہنچا تھا۔ موفی ساردو نے دونوں ہاتھوں سے سنیٹر کا ریوالور والا ہاتھ تھام کر رکھا تھا۔ اور سنیٹر کا بایاں ہاتھ اس کی گردن پر تھا۔ جمیین نے سنیٹر پر مکّے برسانے شروع کر دیئے۔ لیکن وہ کم از کم اس کے بس کا روگ تو ہرگز نہیں تھا۔ اسے ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے مکّے کسی چٹان پر پڑ رہے ہوں۔

ٹھیک اسی وقت پانچ چھ آدمی اور اندر گھس آئے۔ موفی ساردو کو اتنا ہی ہوش تھا کہ اس نے عمران کو دوبارہ اٹھ کر ان پر جھپٹتے دیکھا تھا۔ اور پھر اس کی آنکھیں بند ہو گئی تھیں۔ سنیٹر کی گرفت اس کی گردن پر اتنی ہی سخت تھی۔ اس نے اسے پرے جھٹک دیا اور جمیین پر چڑھ دوڑا۔ ریوالور اب بھی اس کے ہاتھ میں تھا اور شائد ابھی اس میں پانچ گولیاں باقی تھیں۔

دفعتہً جمیین نے ایک کرسی اٹھائی اور چھت سے لٹکے ہوئے ایک برقی قمقمے پر کھینچ ماری۔ کمرے میں تاریکی پھیل گئی۔ اور وہ سب جانوروں کی طرح چیخنے لگے۔

موفی ساردو کو کسی قدر ہوش آیا تو اس نے محسوس کیا جیسے وہ اپنے پیروں کو تکلیف دیئے بغیر اچھلتی کودتی بھاگی جا رہی ہو۔ کچھ دیر بعد ذہن کسی قدر اور صاف ہوا تو وہ الجھن میں پڑ گئی۔ پتا نہیں کس کے کاندھے پر سوار تھی۔ اور وہ سرپٹ دوڑا جا رہا تھا۔ سردی کا احساس بھی ہوا تھا وہ کسمسائی ہی تھی۔ کہ لوبو فونانا کی آواز سنائی دی "بس چپ چاپ اسی طرح پڑی رہو وہ ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔"

"اور مجھ سے بھی تمہارا پیچھا نہیں چھوٹ سکتا۔" دوسری آواز آئی شائد وہی تھا جس کی وجہ سے اچانک ہنگامہ شروع ہوا تھا۔

"نہیں! مجھے اتار دو۔ ورنہ نادانستگی میں پٹ جاؤ گے۔" موفی ساردو بولی۔

"میں تمہیں چھپنے کے لئے جگہ بتاؤں گی۔"

عمران نے اسے اتار دیا اور وہ اس کا ہاتھ پکڑے دوڑتی رہی۔

"میری تلوار بھی گئی۔ اور مفت گئی۔" عمران بڑبڑایا تھا۔

"پرواہ مت کرو فونانا اور اب وہ جنگلی سؤر زندہ نہیں رہ سکتا۔ موفی ساردو بہت طاقتور ہے۔"

"اے واہ رے طاقتوری" عقب سے آواز آئی۔ "بھاگتی پھر رہی ہیں اور گیت بھی گا رہی ہیں اپنی ہی طاقتوری کے۔"

"تم چپ رہو خبیث... یہ سب تمہاری ہی وجہ ہوا ہے۔"

"اب آؤ میرے کاندھے پر بھی سوار ہو جاؤ۔ اپنی محبت کا ثبوت دینا چاہتا ہوں۔"

"بھائی رقیب خاموش رہو۔" عمران کراہا۔ "یہ جھگڑے کا وقت نہیں ہے۔"

"اندازاً ہم کیسل سے کس سمت جا رہے ہیں!" موفی ساردو نے سوال کیا

„غالباً شمال مغرب کی طرف!"

„میرا بھی یہی خیال تھا۔ بس چلے چلو۔ تھوڑی دیر بعد ہم محفوظ ہوں گے۔"

„شائد میں شکاری کتوں کی آواز بھی سن رہا ہوں۔" جیمسن بولا تھا۔

„اگر ہم بیمبو کیسل تک پہنچ گئے تو کتوں سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔ اور تم زخمی ہو رہا تا؟ میں نے تمہیں گرتے دیکھا تھا۔"

„وہ تو میں نے اسے ڈوج دیا تھا۔ ہائے میری تلوار۔ کیوں آ گیا تمہارے کہنے میں!"

„میں ذمہ لیتی ہوں تلوار کا۔ تم فکر نہ کرو۔ وہ حرامزادہ میرے بغیر ایک قدم بھی نہیں چل سکتا۔ تم دیکھ ہی لو گے۔"

„اس اندھیرے میں کہاں بھٹکتے پھریں گے۔"

„بس سمجھو پہنچ گئے۔ مجھے بانسوں کی خوشبو آ رہی ہے۔"

„بانسوں کی؟"

„ہاں۔ وہ یہاں بانسوں کا ایک کیسل تعمیر کر رہا ہے۔ یہ لو۔ دیکھو۔ شائد داخلے کا راستہ ہے۔ ہاں۔ ہاں۔ بس چلے آؤ۔ یہاں شکاری کتوں کے داخلے کا امکان نہیں۔"

„تم اس کی رازدار بھی معلوم ہوتی ہو۔۔" عمران نے کہا

„مجھ سے بگاڑ کر اس نے اچھا نہیں کیا۔"

„خیر۔۔۔ خیر۔۔۔ کہیں رکنا بھی ہے یا نہیں؟"

„بس اب تو کہیں بھی بیٹھ رہو صبح تک کے لئے۔"

„او رقیب صاحب تم زندہ ہو یا مر گئے؟" عمران نے ہانک لگائی۔

„رقیب آسانی سے نہیں مرا کرتے۔" قریب ہی سے جیمسن کی آواز آئی تھی۔

„آخر تم ہو کیا بلا۔" مونی سارو بولی

„ابھی سمجھ میں نہیں آئے گا۔ اجالا پھیلنے دو۔ کہیں بھاگا نہیں جاتا۔"

وہ ایک جگہ بیٹھ گئے تھے اور عمران بولا تھا۔ „یہ بیمبو کیسل کیا بلا ہے؟"

„اجالا پھیلنے دو۔ خود ہی دیکھ لیں گے۔"

جیمسن عمران کے قریب کھسک آیا تھا۔ اور شائد سونی سارو اونگھنے لگی تھی۔

„ابے یہ کیا حماقت تھی؟" عمران نے آہستہ سے اُردو میں کہا

„آپ کو تنہا نہیں چھوڑا جا سکتا۔"

„کلونا کہاں ہے؟"

„اورل بیا میں۔ ہمیں دو ہزار پونڈ مل گئے تھے۔ آدھی رقم اسے دے آیا ہوں۔"

„ٹھیک ہے؟"

„آخر چکر کیا ہے یور میجسٹی؟"

عمران اسے بتانے لگا۔ اور جب خاموش ہوا تو جیمسن کو کہتے سنا۔ „معاملہ صاف ہو گیا۔ سنیڑ بھی اس عورت پر اعتماد نہیں کرتا تھا اور اس کی نگرانی ہمیشہ جاری رہتی ہے۔"

„تو پھر کاؤنٹ کی تلوار تو گئی۔ وہ بیچارہ مفت میں مارا گیا۔"

„دیکھا جائیگا۔"

„اگر جی بچے تو ضرور دیکھا جائیگا۔ آپ پتا نہیں کیوں دردِ سر خریدتے پھرتے ہیں۔ تفریح ہی کی ٹھہری تھی تو سوئٹزرلینڈ کی طرف نکل چلتے۔"

„میری تفریح یہی ہے۔" جیمو جھینکے۔

„بس تو تفریح کرتے رہیے۔ بندے کو بھی کہیں نہ کہیں دو گز زمین تو نصیب ہو ہی جائے گی۔"

پھر اجالا پھیلا ہی تھا تو عمران متحیر رہ گیا تھا۔ بانسوں سے محل کی تعمیر ہوئی تھی لیکن یہ بانس کہاں ۔ یہ اتنے بانس کہاں سے آئے۔ وہ اٹھ کر چاروں طرف نظریں دوڑانے لگا۔ شائد کسی قسم کی بھول بھلیاں تعمیر کی جا رہی تھی تھوڑی دیر بعد صوفی سارہ نے اس کی حیرت رفع کر دی تھی۔

"بانس امپورٹ کر رہا ہے" اس نے کہا۔ "مشرق کے کسی ملک سے آتے ہیں۔"

"آخر اس کا مصرف؟"

"کسٹم والوں کے شکاری کتوں سے اپنے آدمیوں کو بچانا کوئی ایسی تدبیر کی گئی ہے ان بانسوں کے ساتھ کہ شکار کی بو ان کے باہر ہی رہ جاتی ہے اسی لئے میں نے کہا تھا کہ ہم یہاں شکاری کتوں سے بھی محفوظ رہ سکیں گے۔"

"اس کے باوجود ہمیں یہاں سے نکل جانا چاہیئے۔ میرا خیال ہے کہ ادھر جنگل ہی جنگل ہیں۔"

"ٹھہرو ذرا ابھی سوچتی ہوں۔"

جیمسن ایک طرف بیٹھا اونگھ رہا تھا۔ وہ اس کے قریب پہنچی اور اس کا شانہ ہلا کر کہنے لگی۔ "تم مجھے آخر کہنا کیا چاہتے ہو؟"

"عشق ناپنے کا کوئی پیمانہ ابھی تک ایجاد نہیں ہو سکا۔ ورنہ صحیح پوزیشن بتا دیتا۔"

"کیا تم میرے لئے ساحل تک جانے کی ہمت کر سکو گے؟"

"ہمت تو کر لوں لیکن اگر پہچانا گیا تو۔"

"تو پھر جان دے دینا۔ انہیں ہمارا پتا ہرگز نہ بتانا۔"

"ارے تو کیا میں پندرھویں صدی کا کوئی عاشق ہوں۔ بھائی رقیب ذرا سننا تو یہ محترمہ کیا فرما رہی ہیں۔"

"فی الحال تم مجھ سے صرف ان بانسوں کی بات کرو۔ یہ کہاں اتارے جاتے ہیں؟"

"کیپوٹسٹا میں۔ قرون وسطیٰ کی ایک بندرگاہ ہے جہاں قدیم رومن اپنے جہازوں کو لنگر انداز کیا کرتے تھے۔"

"کیا وہاں کوئی کسٹم چوکی نہیں ہے؟"

"ہے کیوں نہیں! یہ بانس باضابطہ طور پر امپورٹ کئے جاتے ہیں۔"

"میں کیپوٹسٹا جانا چاہتا ہوں۔"

"فی الحال تو یہاں سے ہی نکلنے کی سوچو۔"

"یہ تو تمہارے سوچنے کی بات ہے۔ ظاہر ہے کہ میں اس علاقے کے بارے میں کچھ بھی نہیں جانتا۔ کیپوٹسٹا سے یہ بانس یہاں تک کیسے لائے جاتے ہیں؟"

"سڑک کے ذریعے آتے ہیں، حالانکہ انہیں سمندر ہی کے راستے آنا چاہیئے۔"

دفعتہً باہر سے مائیکروفون پر کسی کی آواز آئی۔

"چپ چاپ باہر نکل آؤ۔۔۔ ورنہ بانسوں میں آگ لگا دی جائے گی۔"

"تم نے دیکھا وقت ضائع کرنے کا انجام۔" عمران صوفی سارہ کی طرف دیکھ کر غرایا!

"آؤ اٹھو!" وہ یک بیک اٹھتی ہوئی بولی۔ "ان کا رخ مشرق کی طرف تھا۔"

وہ تیزی سے چل رہی تھی۔ عمران اور جیمسن اس کے پیچھے تھے۔

"اگر مجھ سے کوئی ایسی حماقت سرزد ہوئی ہوتی تو میری گردن اڑا دیتے۔" جیمسن اردو میں بڑبڑایا

"چلتا رہ چپ چاپ۔ ورنہ سچ مچ اڑا ہی دوں گا گردن۔ تعاقب کر کے کھیل بگاڑ دیا۔"

"میں تو سمجھا تھا کہ آپ واقعی کسی مصیبت میں گرفتار ہو گئے ہیں۔"

"آہا انہوں نے سچ مچ آگ لگا دی۔" صوفی چلتے چلتے مڑ کر بولی

وہ بھی مڑے تھے۔ مغرب کی جانب ایک دیوار سے شعلے لپک رہے تھے۔

"اور تیز چلو۔" صوفی سارہ قریب دوڑتی ہوئی بولی۔ عمران نے جھپٹ کر اسے اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا اور بولا۔ "بس تم راستہ بتاتی جاؤ!"

"بھائی رقیب تو کیا اب اس طرح ڈرائیو کیے جاؤ گے؟" جمیسن اس کے پیچھے دوڑتا ہوا بولا تھا

"چلے آؤ چپ چاپ! ورنہ ہڈیاں نرم کر دوں گا۔"

"یہ تم دونوں کس زبان میں گفتگو کرتے ہو؟" صوفی نے عمران سے پوچھا

"نہیں تو! وہ گدھا ہے تو میں بھی گدھا بننے لگتا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ضرور کوئی چکر ہے... کہیں میں بے وقوف تو نہیں بن گئی؟"

"بھلا تم کس طرح بیوقوف بن سکتی ہو۔ بیوقوف تو میں بنا ہوں تلوار بھی گئی۔ املیا کی دوستی بھی گئی۔"

"اس طرح پچھتاؤ گے تو گولی مار دوں گی۔"

"تمہی مجبور کر رہی ہو پچھتانے پر۔۔۔"

"اچھا... اچھا... بس اب خاموش رہو۔ سیدھے چلو ان نوکیلی چٹانوں کی طرف ادھر سے ہم جنگل ہی نکل جائیں گے۔"

"مجھے سنیٹر اتنا احمق نہیں معلوم ہوتا۔"

"کیا کہنا چاہتے ہو؟" چٹانوں کے قریب پہنچ کر صوفی سارہ نے اس کی پشت پر سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"یہی کہ اس نے نکاسی کا کوئی راستہ نظر انداز کیا ہوگا۔"

ٹھیک اسی وقت انہوں نے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں۔

"آ گئے۔ اب سنبھالو۔ بھائی رقیب۔" جمیسن بولا

"ضرور سنبھالوں گا۔" عمران نے کہا اور صوفی سے ان چٹانوں کے متعلق پوچھ گچھ کرنے لگا

"صرف ایک غار جس کا دہانہ ادھر جنگل میں ہے۔"

"یہ کتوں کی آوازیں اسی طرف سے آ رہی ہیں۔ غالباً وہ غار میں داخل ہو گئے ہیں۔ دکھاؤ ادھر کا دہانہ کہاں ہے؟"

عمران نے بغلی ہولسٹر سے ڈارٹ گن نکال لی تھی اور پھر وہ غار کے دہانے پر جم گیا۔ کتوں کی گھٹی گھٹی سی آوازیں قریب ہوتی جا رہی تھیں دفعتاً اس نے ڈارٹ گن سے غار کے دہانے پر فائر کیا۔ بس ہلکی سی آواز ہوئی تھی جیسے کوئی تیلی سی ٹوٹی ہو۔ دوسرا فائر ہوا اور یک بیک کتوں کی آوازوں میں واضح طور پر کمی محسوس ہونے لگی تھی پھر ایک فائر کیا گیا پھر پے در پے تین فائر۔ ذرا ہی سی دیر میں سناٹا چھا گیا تھوڑی دیر بعد وزنی قدموں کی چاپ سنائی دی تھی اور عمران بائیں جانب دبک گیا اس نے ان دونوں کو بھی اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا تھا اور انہوں نے تعمیل میں دیر نہیں لگائی تھوڑی ہی دیر بعد دو آدمی غار کے دہانے سے برآمد ہو کر سراسیمہ نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگے پھر ایک کتا بھی لڑکھڑاتا ہوا غار سے باہر آیا تھا اور ان کے قدموں کے قریب ہی ڈھیر ہو گیا تھا۔

عمران کا اشارہ پا کر جمیسن نے ان میں سے ایک پر چھلانگ لگائی تھی اور دوسرے کو خود عمران نے سنبھال لیا تھا۔ تھوڑی سی جدوجہد کے بعد دونوں ہی نے کاندھے ڈال دیئے۔ انہی کی ٹائیوں سے ان کے ہاتھ پشت پر باندھ دیئے گئے تھے۔

"کہو دوستو! کیا حال ہے تمہارے سنیٹر کا؟" عمران نے مضحکہ اڑانے کے انداز میں سوال کیا۔ وہ کچھ نہ بولے۔

"ٹھہرو! مجھے بات کرنے دو۔" صوفی ہاتھ اٹھا کر بولی۔ اور عمران پیچھے ہٹ آیا

"بتاؤ! ادھر جنگل میں کتنے آدمی ہیں؟"

"گگ... کوئی بھی نہیں ہے۔"

"کتے اور کتنے ہیں؟"

"پپ... پتا نہیں انہیں کیا ہوا۔ مر گئے شاید۔"

"اتنے ہی تھے یا اور بھی ہیں؟"

"نن... نہیں... اب نہیں ہیں۔"

"تم جنگل میں کس طرح پہنچے تھے؟"

"ٹٹ... ٹرک ہے... ہمارے پاس۔"

ٹھیک اسی وقت کسی ہیلی کوپٹر کی آواز سنائی دی اور وہ تینوں دوڑ کر غار کے دہانے میں غائب ہو گئے تھے۔ دونوں قیدی جہاں تھے وہاں کھڑے رہے۔

"اگر ایک ہی ہیلی کوپٹر ہوا تو؟" عمران کچھ سوچتا ہوا بڑبڑایا۔

"تو کیا ہو گا؟" موفی سارہ بولی۔

"حالات پر منحصر ہے تم دونوں میرے پیچھے آجاؤ۔ اور کتوں کا دھیان رکھنا ہو سکتا ہے ان میں سے کوئی ہوش میں آجائے۔"

وہ غار کے دہانے پہ سے آسمان کی جانب نگراں تھا۔ دفعتہً ہیلی کوپٹر انہی چٹانوں پہ منڈلانے لگا دونوں قیدی چیخ چیخ کر کچھ کہہ رہے تھے کچھ دیر بعد وہ پھر سامنے آگیا۔ شاید لینڈ کر رہا تھا۔

"ہوشیار۔" عمران بولا۔ چیخنا پڑا تھا۔ پھر شاید ہی ان دونوں نے سنا ہو۔ ہیلی کوپٹر کی آواز کانوں کے پردے پھاڑے دے رہی تھی۔ تھوڑے ہی فاصلے پہ ہیلی کوپٹر لینڈ کرتا ہوا نظر آیا۔ ہوا کے جھکڑوں سے محفوظ رہنے کے لئے دونوں قیدی زمین پر گر گئے تھے۔

ہیلی کوپٹر کے لینڈ کرتے ہی پائیلٹ کود کر دوڑتا ہوا قیدیوں کے قریب

آیا تھا اور وہ غار کے دھانے کی طرف اشارہ کر کے اس سے کچھ کہتے رہے تھے اس نے سر کو تفہیمی جنبش دی اور وہ کھڑا غار کی طرف دیکھتا رہا۔ ہیلی کوپٹر کا انجن اس نے بند نہیں کیا تھا۔

"کیا خیال ہے یور میجسٹی؟" جیمسن نے عمران کے کان میں منہ لگا کر پوچھا۔

"ابھی یا کبھی نہیں۔" عمران بولا۔

پھر دوسرے ہی لمحے میں وہ غار سے نکل بھاگا تھا۔ بالکل ریڈ انڈینوں کے سے انداز میں شور مچاتا ہوا پائیلٹ پر ٹوٹ پڑا۔ قیدیوں کے ہاتھ اب بھی بندھے ہوئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ پائیلٹ کی مدد کے لئے جھپٹے تھے موفی سارہ اور جیمسن بھی غار سے نکل آئے اور قیدیوں کی راہ روک کر کھڑے ہو گئے۔

"گندی عورت!" ایک قیدی غرایا۔ "تجھے پچھتانا پڑے گا۔"

"اپنی زبان بند رکھو۔ ورنہ دوسری دنیا کے سفر پہ روانہ کر دیئے جاؤ گے۔" جیمسن نے کہا۔

"اپنے الفاظ ضائع نہ کرو۔ یہ بے غیرت لوگ ہیں۔" موفی سارہ بولی۔

اتنی دیر میں عمران پائیلٹ کو گرا کر اس کی پشت پہ سوار ہو چکا تھا پھر اس نے اس کے گلے سے اسکارف کھولا تھا اور اس کے ہاتھ بھی پشت پہ باندھ دیئے تھے

"اس سے... گگ... کیا... فائدہ؟" موفی سارہ قریب آکر ہکلائی

"اب چاہے کیمپ کی طرف واپس چلو چاہے جنگل کی طرف نکل چلو۔"

"او ہو... تو کیا تم پائیلٹ کر سکو گے؟"

"کیوں نہیں! میں بھی بیسویں صدی ہی کی پیداوار ہوں۔"

"ہاں، ہاں!" جیمسن سر ہلا کر بولا۔ "میری طرح اٹھارویں صدی کے عاشق نہیں ہیں بھائی۔"

مونی سارو چند لمحے کچھ سوچتی رہی پھر بولی "سنیٹر کی زندگی میں ہمیں کہیں بھی پناہ نہیں مل سکے گی۔ اس سانپ کو چھیڑا ہے تو اب اس کا سر کچلنے کی کوشش کرو"

"سوال تو یہ ہے کہ کس طرح؟"

"کیسل ہی کی طرف چلو۔ وہاں بھی چھپنے کے لیے بہتیری جگہیں موجود ہیں"

"روز روشن میں!"

"فکر نہ کرو۔ کسی ایسی جگہ لینڈ کریں گے کہ فوری طور پر کوئی ہم تک نہیں پہنچ سکے گا"

"آپ لوگ بے حد عقلمند معلوم ہوتے ہیں" جمیسن بول پڑا "یہ تینوں آپ کی اسکیم سے آگاہ ہو چکے ہیں" اس نے قیدیوں کی طرف اشارہ کیا تھا۔

"خاصے عقلمند معلوم ہوتے ہو" مونی اسے گھورتی ہوئی بولی

"فکر نہ کرو!" عمران پائیلٹ کو زمین سے اٹھاتا ہوا بولا "سب ٹھیک ہو جائیگا"

پھر وہ اس کو غار کی طرف لے جاتا ہوا نظر آیا تھا۔

"بھلا تم کیسل میں اپنا بچاؤ کس طرح کر سکو گی؟" جمیسن نے مونی سے پوچھا۔

"یہ تم مجھ پہ چھوڑ دو۔ پچھلی رات سب کچھ غیر متوقع طور پر ہوا تھا ورنہ میں اس طرح بھاگنے پر وہیں کہیں چھپ رہنے کو ترجیح دیتی"

اتنی دیر میں عمران نے ان دونوں کو بھی غار ہی میں پہنچا دیا تھا۔ اور واپس آ کر بولا "کئی گھنٹے تک آرام سے سوتے رہیں گے"

"یہ ڈارٹ گن کہاں سے ہاتھ لگی؟" مونی نے عمران سے پوچھا

"او ہو۔ یہ تو کھلونا ہے میرا۔ بچپن میں میرے باپ نے کہیں سے لا کر دی تھی اور ڈارٹ میں خود تیار کرتا ہوں بیہوشی سے موت تک کی سوئیاں موجود ہیں"

مونی کسی سوچ میں پڑ گئی تھی۔ تھوڑی دیر بعد بولی "یہ پائیلٹ تمہارے ہی قد و قامت کا ہے اگر تم اس کی جگہ لے سکو تو کیسی رہے"

"بات تو ٹھیک ہے۔ میں کوشش کرتا ہوں" عمران نے کہا اور پھر غار کی طرف پلٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد واپس آیا تو اس کے جسم پر پائیلٹ کی وردی تھی۔ لیکن تبدیلئ شکل کا مسئلہ آسان نہیں تھا۔

"تم اس کی فکر نہ کرو" مونی سارو بولی "وہ شاید ہی اسے ذاتی طور پر پہچانتا ہو۔ اس کے بہتیرے ملازمین اس کے لیے اجنبی ہیں"

"لیکن میں تو اجنبی نہیں ہوں"

"اب یہاں میرے پاس میک اپ کا سامان بھی نہیں ہے" مونی سارو بولی

"میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ کیا وہ اپنے پائیلٹ کو پہچانتا بھی ہو گا"

"ابھی کہہ چکی ہوں کہ یہ ضروری نہیں ہے"

"تو آؤ چلو! دیکھا جائیگا" عمران نے کہا اور انہیں ساتھ لے کر ہیلی کوپٹر میں آ بیٹھا۔

کچھ دیر بعد وہ بمبو کیسل پر پرواز کر رہے تھے انہوں نے اس کے ایک حصے میں آگ لگی ہوئی بھی دیکھی اور بدستور کیسل کی طرف پرواز کرتے رہے۔

"میں تمہیں سیدھی ہیلی پیڈ ہی کی طرف لے چلونگی" مونی سارو بولی۔

جمیسن بالکل خاموش تھا ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اپنی کسی اسکیم کو ترتیب دے رہا ہو۔

ہیلی کوپٹر کیسل کے قریب پہنچ چکا تھا مونی سارو عمران کو ہدایات دیتی ہوئی ہیلی پیڈ تک لائی تھی اور ہیلی کوپٹر لینڈ کر گیا تھا لیکن جب عمران اس کی طرف مڑا تو ہکا بکا رہ گئی۔ وہ اس کا چہرہ تو ہرگز نہ تھا۔ عجیب طرح کی ناک تھی اور دہانہ گھنی مونچھوں کے نیچے چھپ گیا تھا۔

"تت... تم...!" وہ ہکلائی

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہ میرا ریڈی میڈ میک اپ ہے۔"

ہیلی کوپٹر سے اترے ہی تھے کہ دو مسلح آدمی ان کے سروں پہ آ سوار ہوئے۔

"باس کہاں ہے؟" عمران نے غرائی ہوئی سی آواز میں ان سے سوال کیا۔

"میوزیم میں... تم سیدھے وہیں لے جاؤ۔" جواب ملا وہ ایک جانب مڑنے والے تھے کہ ایک مسلح آدمی نے ہاتھ اٹھا کر کہا میں نے تمہیں پہلے کبھی نہیں دیکھا۔"

موفی سارو کیپل کے چپے چپے سے واقف تھی عمران اسے وہیں ٹھہرنے کا اشارہ کر کے گارڈ کی طرف بڑھتا ہوا بولا۔ "ذرا میری ایک بات سنتا۔"

"کیا بات ہے؟" وہ رک کر اس کی طرف مڑا

"تم شائد میرے بھائی کے قریبی دوستوں میں سے ہو۔" عمران نے کہا۔

"کس بھائی کی بات کر رہے ہو۔"

"جس کی جگہ میں اس وقت ڈیوٹی انجام دے رہا ہے۔"

"آہا۔ گارسیا کے بھائی ہو۔"

"ہاں۔ اور اس کے لیے بہت زیادہ پریشان بھی ہوں۔ کیا تم تنہائی میں میری ایک بات سن لو گے۔"

"کیوں نہیں۔" گارڈ نے کہا اور اپنے ساتھی سے کہا۔ "تم چلو میں ابھی آ رہا ہوں۔"

پھر گارڈ عمران کو اپنے ساتھ لے کر آگے بڑھ گیا تھا۔

"اب یہ کیا کرنا چاہتا ہے۔" موفی بڑبڑائی

"مجھے تو پاگل معلوم ہوتا ہے۔" جیمسن بولا۔ "یہاں پہنچکر ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی کیا ضرورت تھی۔"

"تم بکواس بند کرو۔"

"ارے تو چلو۔ اس کی واپسی تک ہیلی کوپٹر میں کیوں نہ بیٹھیں۔ کہیں پھر کوئی مصیبت نہ نازل ہو جائے۔"

"بعض اوقات یہ شخص مجھے الجھن میں ڈال دیتا ہے۔"

"میں اس سے زیادہ خوبصورت بھی ہوں اور سیدھا سادھا بھی۔"

"ایک تھپڑ میں سارے دانت باہر آ جائیں گے اگر اب آواز نکلی۔"

دس پندرہ منٹ بعد عمران پھر دکھائی دیا میک اپ اب بھی وہی تھا لیکن کیپل کے گارڈ کی وردی میں تھا اور ایک ریوالور بھی ہاتھ لگ گیا تھا۔

"گارڈ کو ٹھکانے لگا دیا شائد۔" موفی سارو طویل سانس لے کر بولی تھی۔

"جلدی کرو۔" عمران قریب پہنچکر بولا۔ "مجھے میوزیم میں لے چلو۔"

وہ دونوں ہیلی کوپٹر سے اتر آئے۔

میوزیم کے گیٹ والے سنتری نے انہیں روکنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کے تیور دیکھ کر بات آگے نہ بڑھائی۔ عمران ان دونوں کو لئے ہوئے ہال میں داخل ہوا۔

سنیٹر ایک ملازم کی مدد سے ادلیادی کی تلوار کسی مناسب جگہ پر رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

انہیں دیکھ کر غرایا۔ "مجھ سے بھاگ کر کہاں جائے گی عورت۔" پھر اس کی نظر عمران پر پڑی تھی۔

"اوہ۔ تمہیں یہاں قدم رکھنے کی جرأت کیونکر ہوئی۔" وہ اسے گھورتا ہوا بولا تھا

"یہ قیدی ہیں سی نور۔"

"لیکن تجھے کیا معلوم نہیں کہ یہاں وہی قدم رکھ سکتا ہے جس کی طلبی ہو۔"

"اسے بھی طلبی ہی سمجھو۔ بڑی مشکل سے ہاتھ آئے ہیں۔"

"تیسرا کہاں ہے؟"

"میں کسی تیسرے سے واقف نہیں ہوں۔ ہمبوڈ کیسل کے ایک حصے میں آگ لگ گئی ہے۔"

"اپنا شناخت نامہ نکالو۔" دفعتاً سنیٹر آگے بڑھ کر بولا۔

"شش... شناخت نامہ" وہ ہکلایا۔ پھر جیمسن سے اردو میں بولا۔ "بیٹا اس ملازم کو تو ذرا سنبھالنا میں اسے شناخت نامہ دکھاؤں گا۔"

دوسرے ہی لمحے میں اس کا الٹا ہاتھ سنیٹر کے گال پر پڑا۔ جیمسن نے ملازم پر چھلانگ لگائی تھی اور موفی سارو بھی اس کی مدد کرنے پہنچ گئی تھی اس نے ایک وزنی گلدان اٹھا کر ملازم کے سر پر ضرب لگائی اور وہ کسی تناور درخت کی طرح ڈھہتا چلا گیا۔

ادھر سنیٹر عمران سے لپٹ پڑا تھا موفی سارو غافل نہیں تھی اس نے داخلے کا دروازہ بند کر کے بولٹ کر دیا۔

"اب کیا خیال ہے دغلے کتے؟" وہ سنیٹر کو مخاطب کر کے بولی

"ابھی معلوم ہو جائے گا۔" وہ ہانپتا ہوا بولا۔ "تم میں سے کوئی بھی زندہ سلامت نہیں جا سکے گا۔"

پھر وہ عمران کی گرفت سے نکل کر پیچھے ہٹا تھا۔ اور اڈلیساری والی تلوار اٹھالی تھی۔

"ہوشیار!" موفی سارو چیخی

"میرے ہاتھ میں تو ڈنڈا بھی نہیں ہے۔" عمران بولا

"ریوالور موجود ہے ہولسٹر میں۔" موفی سارو نے کہا

"تلوار کے مقابلے میں ریوالور ہرگز استعمال نہ کروں گا۔"

"پھر وہی دیوانگی۔"

اتنے میں سنیٹر نے عمران پر بھرپور وار کیا۔ عمران نے ایک کرسی اٹھائی تھی اور اسی پر تلوار کا وار روکتا ہوا لڑکھڑا گیا تھا۔ کرسی ہاتھ سے چھوٹ گئی تلوار کا دوسرا ہاتھ اس کے سر ہی پر پڑا ہوتا لیکن جیمسن نے دوسری کرسی سنیٹر پر اچھال پھینکی تھی تلوار اس سے الجھی تھی اور وہ دیوانہ وار جیمسن پر چڑھ دوڑا تھا پھر عمران اگر پشت سے اس پر حملہ آور نہ ہوا ہوتا تو جیمسن کے دو ٹکڑے ہو گئے ہوتے۔

عمران نے سنیٹر کی گردن دبوچی تھی اور اسے پیچھے کھینچ لیا تھا پھر جیسے ہی وہ گرا اس نے تلوار پر ہاتھ ڈال دیا۔

سنیٹر جسمانی قوت کے اعتبار سے بھی کم نہیں تھا بمشکل تمام تلوار اس کے قبضے سے نکل سکی تھی۔

"اسے سنبھالو۔" عمران نے جیمسن سے کہا تھا اور جیمسن نے جھپٹ کر تلوار اٹھا لی تھی۔

"لاؤ مجھے دو...!" موفی سارو جیمسن کی طرف لپکی

"تمہیں کیوں دوں؟"

"کیوں بکواس کر رہے ہو۔"

"پیچھے ہٹو!" جیمسن نے اسے دھکا دیا ادھر عمران سنیٹر کی گردن دبوچے اس کے سینے پر سوار تھا سنیٹر کے حلق سے خرخراہٹیں نکلنے لگی تھیں۔ موفی اس طرف متوجہ ہو گئی۔

"بس اب ختم ہی کر دو۔ ورنہ ہماری زندگیاں محال ہونگی۔" موفی سارو نے کہا

اور پھر جمین کو گھورنے لگی۔

"مجھ پر رحم کرو۔" جمین گڑگڑایا۔ "اس وقت وہی کمانڈ کر رہا تھا اگر وہ کہہ دے تو تلوار تمہارے حوالے کر دوں گا۔"

"ویدو... ویدو...!" عمران نے اردو میں کہا۔ "لیکن خود ہوشیار رہنا خطرناک عورت ہے۔"

لیکن مونی سارو نے خود ہی اس کا پیچھا چھوڑ دیا اب وہ عمران کے قریب آ کر کھڑی ہوئی تھی سنیٹر کی آنکھیں پھیل گئی تھیں اور چہرہ سرخ ہو گیا تھا پیشانی کی رگیں ابھری ہوئی تھیں۔

"ختم بھی کرو یہ قصہ جلدی سے" مونی نے عمران کو للکارا۔ لیکن ٹھیک اسی وقت سنیٹر نے عمران کو دور اچھال پھینکا۔ جمین کے ہاتھ میں ننگی تلوار تھی وہ اسے تولتا ہوا دونوں کے درمیان آ گیا تھا پھر اس نے دونوں ہاتھوں سے تلوار کا قبضہ تھام کر پوری قوت سے سنیٹر کے سر پر ضرب لگانے کی کوشش کی تھی۔

وہ غافل تو تھا نہیں کنائی کاٹ گیا۔ اور جمین نے تلوار سمیت اوندھے منہ فرش پر آ رہا۔

اس وقت عمران سے ذرا سی بھی غفلت ہو جاتی تو جمین دوسری دنیا میں پہنچ چکا تھا اس نے پیچھے سے سنیٹر کا کالر پکڑ کر جھٹکا دیا تھا۔

ایک بار پھر دونوں لپٹ پڑے۔ سنیٹر خاصا طاقتور تھا عمران پہلے ہی اس کی قوت کا اندازہ لگا چکا تھا اس بار اس پر قابو پاتے ہی دھوبی پاٹ مارا اور پھر اتفاقاً اس کا پیر سنیٹر کی گردن پر پڑ گیا تھا جسے اس نے ہٹانے کی بجائے اس پر مزید زور ڈالنا شروع کر دیا تھا سنیٹر نے اس کا پاؤں پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن دوسرے ہی لمحے میں بائیں پیر کی ٹھوکر کنپٹی پر پڑی

"اور سنیٹر بے حس و حرکت ہو گیا۔"

"کیا ہوا؟" مونی سارو آگے بڑھتی ہوئی بولی۔

"بے ہوش ہو گیا ہے۔"

"تت... تو پھر... تو پھر...؟"

"تم دونوں یہیں ٹھہرو۔ میں ذرا ایک نظر اس میوزیم ہال پر ڈال لوں، بڑی نایاب چیزیں اکٹھی کر رکھی ہیں۔"

وہ شوکیسوں پر نظر ڈالتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر دفعتاً ایک گونجیلی سی کراہ ہال میں گونجی اور وہ چونک کر مڑا تھا۔

"خدا غارت کرے۔" وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔ اور تیزی سے مونی کی طرف جھپٹا۔

لیکن وہ تو اپنا کام کر ہی چکی تھی بے ہوش سنیٹر کے سینے میں ٹھیک دل کے مقام پر دستے تک ایک خنجر اتار دیا تھا۔

"یہ... یہ... تم نے کیا کیا۔" وہ قدیم طرز کے رومن خنجر کے دستے کو گھورتا ہوا بولا۔

"اس کے علاوہ اور کوئی چارہ نہ تھا۔" مونی سارو نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔

"اوہ... تو اب اس خنجر کے دستے اپنی انگلیوں کے نشانات تو مٹا دو۔"

"فکر نہ کرو پہلے ہی یہ کام بھی ہو چکا ہے۔ خنجر کو رومال ہی سے پکڑا تھا۔"

مونی سارو نے جمین کے ہاتھ سے تلوار لی تھی اور اسے قالین کے ایک ٹکڑے میں لپیٹنے لگی تھی۔

کچھ دیر بعد ایک کوپٹر پھر جمبو کیسل پر پرواز کر رہا تھا نیچے بانس جل رہے

تھے ایک گوشے میں لگی ہوئی آگ پھیلاؤ اختیار کرتی جارہی تھی۔

"اب کدھر۔؟" عمران نے موفی سارو سے پوچھا۔

"بس جنگل کی طرف نکل چلو اگر ان لوگوں کی گاڑی ہاتھ آگئی تو کیا کہنا اطمینان سے نکل چلیں گے"۔

"لیکن اب میرا کیا ہوگا"۔ جمیین کراہا

"بڑا اچھا برتاؤ کریں گے تمہارے ساتھ فکر نہ کرو"۔ عمران بولا

جنگل میں انہیں سنیڈر کے آدمیوں کی گاڑی کھڑی مل گئی تھی بیلی کوپٹر سے پیچھا چھڑانے کے بعد وہ گاڑی میں آبیٹھے عمران نے اسٹیئرنگ سنبھالا اور جیرٹا کے جنگلوں سے گزرتے ہوئے وہ جزیرہ کیمپریانگ پہنچے یہاں انہوں نے ایک موٹر بوٹ کرائے پر حاصل کی اور پالاؤ کی طرف روانہ ہوگئے تھے عمران ابھی تک ریڈی میڈ میک اپ میں تھا۔

"اب یہ جھاڑ جھنکاڑ ہٹاؤ چہرے سے"۔ موفی سارو نے کہا۔

"ابھی وقت نہیں آیا"۔

"کیوں نہ ہم اس آدمی کو سمندر میں غرق کر دیں۔ یہ سنیڈر کے قتل کا عینی شاہد ہے" موفی سارو جمیین کی طرف اشارہ کرکے آہستہ سے بولی تھی۔

"ابھی اس کا بھی وقت نہیں آیا"۔

"کہیں گردن نہ کٹوا دینا"۔

"سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ بس تم خاموشی سے دیکھتی جاؤ۔ اڈل تیا میں ابھی ایک اور ڈرامہ اسٹیج کرنا ہے اس کے بعد ہمارے عیش ہوں گے"۔

"کیسا ڈرامہ؟"

"بس دیکھ لینا ابھی کچھ نہ پوچھو"۔

پالاؤ کے سیسل ہوٹل میں ان کا قیام ہوا تھا۔ موفی سارو وہاں ایک شب گزارنا چاہتی تھی۔

"بہت تھک گئی ہوں۔ آج آرام کروں گی۔ اور کل اڈل تیا نکل چلیں گے"۔ اس نے کہا۔ "اور پھر ابھی تو آخری مرحلہ باقی ہے"۔

"میں نہیں سمجھا"۔

"او پیارے! اسے کم از کم بیس سال کے لئے بھجواؤں گی۔ اور پھر ہمارے عیش ہوں گے۔ اب سنیڈر کے پورے بزنس کی مالک ہوں۔ پورے سارڈینیا میں ہمارے اڈوں کا جال پھیلا ہوا ہے"۔

"یہ تو بڑی اچھی خبر سنائی تم نے۔ لیکن میری کیا پوزیشن ہوگی"۔

"تم ...؟" وہ اسے پیار سے دیکھتی ہوئی بولی "تم میرے مالک ہوگے"۔

"اچھا... اب تم آرام کرو۔ میں ذرا پالاؤ کی سیر کرنا چاہتا ہوں"۔

"ضرور کرو لیکن اس آدمی کا کیا ہوگا"۔

"اسے مجھ پر چھوڑ دو۔ میں سب دیکھ لوں گا"۔

"تم جانو! اس کی زندگی ہمارے لئے خطرناک ثابت ہوسکتی ہے"۔

"سنو! آخر سنیڈر کی لاش ملنے کے بعد کیا ہوگا کیا اس کے ملازمین ہمارا نام نہ لیں گے"۔

"وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ سنیڈر کے بعد بزنس کا مالک کون ہوگا لہٰذا وہ مجھ کے مرنا ہرگز پسند نہیں کریں گے سنیڈر کی زندگی ہی میں وہ میرے دشمن تھے اب نہیں ہیں"۔

"یہ تم نے بڑی اچھی خبر سنائی"۔

"بس اب جاؤ۔ مجھے نیند آرہی ہے"۔ موفی سارو نے کہا اور طویل جماہی لی

"عمران اپنے کمرے میں واپس آیا۔ جیمسن بستر پر پڑا سگریٹ کے ہلکے ہلکے کش لے رہا تھا۔

"اٹھو! اور نکل چلو۔ اس سے پہلے ہم میک اپ کریں گے۔ میں نے کچھ تھوڑا سا سامان یہاں سے حاصل کر لیا ہے۔"

"اب کہاں جائیں گے؟"

"دوسرے ہوٹل میں۔ وہاں کمرہ بک کرا چکا ہوں۔"

"وہ یہیں رہے گی؟"

"اس کی لاعلمی میں ہم یہاں سے جا رہے ہیں۔"

ایک گھنٹے بعد وہ دونوں کمرے سے نکلے تھے اور فارسیو کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

عمران کے بیان کے مطابق یہاں ان کے لئے ایک کمرہ پہلے ہی سے مخصوص کر دیا گیا تھا۔

اب عمران نے فون پر اولیاری سے رابطہ قائم کیا۔

"کہاں ہو؟" دوسری طرف سے آواز آئی۔

"یالاڈ میں۔ ہوٹل فارسیو... کمرہ نمبر گیارہ... وہ سیسل کے کمرہ نمبر آٹھ میں سو رہی ہے تمہاری تلوار اسی کے قبضے میں ہے اور میں نے اسی کے ہاتھوں تمہارے دشمن کو قتل کرا دیا ہے۔"

"خدا کی پناہ۔۔!"

"حیرت ظاہر کرنے میں وقت نہ ضائع کرو۔ فوراً فورس لے کر پہنچنے کی کوشش کرو اور وہاں اپنے ماتحتوں کی دو عدد وردیاں بھی لیتے آنا ناپ لکھو۔"

پھر وہ اسے وردیوں کی پیمائش لکھواتا رہا تھا اس کے بعد بولا

"دراصل تمہارے قریب رہ کر یہ کھیل دیکھنا چاہتا ہوں۔ ہم دو آدمی ہیں۔"

"بہت اچھا... دو گھنٹے کے اندر اندر پہنچ رہا ہوں۔"

"سیدھے فارسیو آنا۔"

"بہت اچھا۔"

جیمسن کو اس کا علم نہیں تھا کہ عمران کیا کرتا پھر رہا ہے بہرحال واپسی پر عمران نے اسے سوتا ہوا پایا تھا۔

اولیاری اپنے قول کے مطابق ٹھیک دو گھنٹے بعد فارسیو میں پہنچ گیا تھا تب جیمسن کو حالات کا علم ہو سکا۔

اولیاری کی لائی ہوئی وردیاں انہوں نے پہنی تھیں اور اس کے ماتحتوں میں شامل ہو کر سیسل جا پہنچے تھے۔ ہوٹل کا محاصرہ کر لیا گیا۔

"اب اس تک میری رہنمائی کرو۔" اولیاری نے عمران سے کہا

"بس میں اور تم ہی چلیں گے۔ بقیہ لوگوں کو یہیں چھوڑ دو۔"

وہ کمرہ نمبر آٹھ کے سامنے رکے تھے۔ دروازہ بند تھا۔

"شیزلا نواب زادہ کا نام بھی مت لینا۔ فی الحال اس جرم میں گرفتار کرو کہ تمہاری مسروقہ تلوار اس کے پاس سے برآمد ہوئی ہے۔"

"اچھی بات ہے۔"

عمران نے دروازے پر دستک دی۔ لیکن فوری طور پر جواب نہ ملا پھر وہ دروازہ پیٹتا ہی چلا گیا۔ ہوٹل کا منیجر اور ہیڈ ویٹر بطور گواہ بلوائے گئے تھے۔ اور ان کے قریب ہی موجود تھے۔

موئی سارہ شاید سو رہی تھی تھوڑی دیر بعد اس کی غصیلی آواز سنائی دی

"کون ہے؟"

"دروازہ کھولو۔" عمران آواز بدل کر بولا

"دروازہ کھلا تھا اور مونی سارو نیم برہنہ حالت میں سامنے کھڑی نظر آئی تھی انداز جارحانہ تھا لیکن اولیاری پر نظر پڑتے ہی پیچھے ہٹتی چلی گئی۔

وہ چاروں اندر داخل ہوئے تلوار سامنے ہی میز پر رکھی ہوئی تھی

"میں تمہیں اس جرم میں زیر حراست لیتا ہوں مونی سارو۔" اولیاری نے تلوار کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"کیا مطلب؟"

"یہ تلوار میرے اسلحہ خانے سے چرائی گئی تھی۔"

"میں نہیں جانتی۔ یہ یہاں کیسے پہنچی۔"

"خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔" اولیاری نے کرسی کی طرف اشارہ کیا۔

مونی سارو کے چہرے پر طنزیہ سی مسکراہٹ نمودار ہوئی اور وہ چپ چاپ بیٹھ گئی۔

اولیاری نے رپورٹ لکھنی شروع کی تھی اور پھر اس پر دونوں گواہوں کے دستخط لئے تھے۔

"تم پچھتاؤ گے اولیاری۔" مونی سارو مضحکہ اڑانے کے سے انداز میں بولی

"اب بتاؤ کہ لوبو فوناٹا کہاں ہے۔"

"میں کسی لوبو فوناٹا کو نہیں جانتی۔ اور نہ یہی جانتی ہوں کہ یہ تلوار یہاں تک کیسے پہنچی!"

"خیر... خیر... اب تم اڈل بیا چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔"

"ضرور... ضرور... لیکن جیسے ہی تم مجھے عدالت میں پیش کرو گے تمہارا جہاز ڈوب جائے گا۔"

اولیاری کچھ نہ بولا

جس کار میں وہ اڈل بیا کی طرف روانہ ہوئے تھے اسے جیمسن ڈرائیو کر رہا تھا اور پچھلی نشست پر عمران اور اولیاری کے درمیان مونی سارو بیٹھی ہوئی تھی ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے اور پیشانی کی نخوت آمیز شکن اور واضح ہو گئی تھی

دفعتہ اولیاری بولا۔ "مونیکا ڈیئر کھیل ختم ہو چکا ہے۔"

"کیا مطلب؟" وہ اچھل پڑی

"تمہارا میک اپ ناقص ہے۔"

"پرواہ نہیں۔ لیکن میرے ساتھ تم بھی جہنم میں جاؤ گے اولیاری۔" وہ طنزیہ لہجے میں بولی۔

"کیا اس لئے کہ تم کبھی کبھی میرے بستر پر سو جایا کرتی تھیں۔"

"تم کیا کہنا چاہتے ہو؟" وہ اسے گھورتی ہوئی بولی۔

"یہی کہ بستر کے فریم کے درمیان جو کچھ بھی تھا کبھی کا ضائع کیا جا چکا ہے۔ اس لئے تنہا جہنم میں جاؤ گی۔"

"اوہ... اوہ...!" وہ آنکھیں بند کر کے ڈھیلے ڈھالے انداز میں پشت گاہ سے ٹک گئی۔

عمران نے معنی خیز نظروں سے اولیاری کی طرف دیکھا تھا اور اولیاری کے ہونٹوں پر سفاک سی مسکراہٹ نمودار ہوئی۔

دفعتہ مونیکا نے ابکائی لی۔

"روکو... روکو... مجھے قے ہو گی۔" کہہ کر اس نے پھر ابکائی لی تھی۔

"روک دو گاڑی۔" اولیاری نے جیمسن سے کہا اور بائیں جانب سمٹ گیا

جیمسن نے گاڑی روک دی۔ ماتحتوں کی گاڑی بھی رک گئی تھی مونی سارو

کی حالت خراب تھی۔ اوبکائیاں کسی طرح رکنے کا نام ہی نہیں لیتی تھیں دونوں نے سہارا دے کر اسے گاڑی سے اتارا۔ اور پھر سڑک کے کنارے ایک جگہ بیٹھ گئی وہ مسلسل اوبکائیاں لئے جا رہی تھی۔ دفعۃً اٹھ کر بھاگی۔

"ارے... ارے...!" دونوں کی زبان سے بیک وقت نکلا تھا۔ پھر قبل اس کے کہ وہ سنبھلتے مونیکا یا موتی سارو نے سینکڑوں فٹ گہری کھڈ میں چھلانگ لگا دی۔

طویل چیخ کی بازگشت سناٹے میں لہراتی چلی گئی۔

"یہ... یہ... تو بہت برا ہوا" اولیاری بولا۔

عمران خاموشی سے گاڑی کی طرف مڑ گیا تھا۔

وہ اڈل بیا پہنچے تھے اور اولیاری نے ضابطے کی کارروائی شروع کر دی تھی۔

ولاڈیا جینز پہ چھاپہ مار کر اسے بند کر دیا گیا وافر مقدار میں منشیات برآمد ہوئی تھیں لیکن سنیٹر کے بارے میں مکمل خاموشی تھی اس کے آدمیوں نے شاید اس کی لاش ٹھکانے لگا دی تھی موتی سارو سے حاصل کی ہوئی معلومات عمران نے اولیاری تک پہنچا دی تھیں اور اب انہیں بانسوں کی اس کھیپ کا انتظار تھا جو دو دن بعد کیپوٹا نامی بندرگاہ پہ پہنچنے والی تھی۔

"آخر تم بانسوں کے پیچھے کیوں پڑ گئے ہو" اولیاری نے عمران سے کہا۔

"بس دیکھ لینا۔ شاید میرے شبہے کی تصدیق ہو جائے"

"شاید تم یہ چاہتے ہو کہ گانجہ بانسوں ہی میں بھر کر بھیجا جاتا ہے"

"ایسی صورت میں جبکہ بانسوں کی ایک کھیپ گانجہ دیش سے آ رہی ہے میں یہی سوچوں گا"

"خیر اسے بھی دیکھ لیں گے"

عمران کا خیال غلط نہیں نکلا تھا بانسوں کے خول سے کئی من گانجہ برآمد ہوا مال سنیٹر کا تھا۔ اس لئے پولیس نے اس سے رجوع کرنا چاہا۔ لیکن اس کا کہیں پتا نہ تھا ملازمین بھی اس کے بارے میں کچھ نہ بتا سکے۔

دوسرے دن کے اخبارات کی شہ سرخیاں سنیٹر قصاب زادہ کی پراسرار روپوشی ہی سے متعلق تھیں۔

اخبارات نے خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اپنے بارے میں اتنے بڑے انکشاف کے بعد روپوش ہو گیا۔

بہرحال پولیس اس کی تلاش کرتی رہی تھی۔

مونیکا کی موت کے بعد منشیات کے دوسرے اڈے روشنی میں نہ آ سکے۔ سنیٹر کے ملازمین نے قطعی طور پر خاموشی اختیار کر لی تھی ان میں کوئی بھی زیر حراست نہ لیا جا سکا کیونکہ ان کے خلاف کچھ بھی نہیں ثابت ہو سکا تھا۔

خود اولیاری اپنے طور پر سنیٹر کی موت کا اعلان نہیں کر سکتا تھا

"میں تمہارا مشکور ہوں عمران... دوست" اولیاری اس کا شانہ دبا کر بولا۔

"بس... بس... زیادہ نہیں... بہرحال اب تم ہماری چرس سے چھیڑ چھاڑ نہیں کرو گے" عمران بولا

"آہا... خوب یاد آیا۔ تمہارے ان دونوں قیدیوں کا کیا کیا جائے"

"چڑھا دو پھانسی پہ"

"نہیں! میں سوچ رہا ہوں کہ انہیں رہا کر کے یہاں سے نکل جانے کا نوٹس دے دوں اور آئندہ کے لئے ان کے سارڈینیا میں داخلے پہ

پابندی لگادوں۔"

"جو مناسب سمجھو۔ تمہارا اپنا معاملہ ہے۔"

"پھر بھی مجھے بتاؤ کہ تمہارے لئے کیا کروں تم نے مجھے ایک بہت بڑی الجھن سے نجات دلائی ہے۔"

"بس دعا کرو۔ میرے لئے۔ اور ہاں عطرید۔ اپنی بیوی کو ان معاملات کی ہوا بھی نہ لگنے دینا۔ ورنہ پچھتاؤ گے۔"

"سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ میں جانتا ہوں کہ عورتیں پیٹ کی ہلکی ہوتی ہیں!"

"کتنے دنوں میں جان سکے تھے یہ بات!"

اولیاری کچھ نہ بولا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے پوچھا تھا۔ "اب کیا پروگرام ہے؟"

"کچھ بھی نہیں۔ فی الحال مکھیاں ماروں گا۔"

"چلو کہیں باہر چلتے ہیں۔ تفریح کے لئے دو ہفتے کی چھٹی لے لوں گا۔"

"نہیں۔ فی الحال یہاں تمہاری موجودگی ضروری ہے۔ میں ڈولا مائیٹس کی طرف نکل جاؤں گا۔ اس بار کئی ہفتے۔" اس کی اٹنگ کرنے کا ارادہ ہے۔"

"اگر یہی خیال ہے تو کورٹینا ڈی امپیزو جاؤ۔ میں کچھ تعارفی خطوط دے دوں گا۔"

"تعارفی خطوط میرے لئے وبال جان بن جاتے ہیں اس لئے تمہارا بہت بہت شکریہ! میں دیکھ لوں گا کہ خود اپنے لئے کیا کر سکتا ہوں۔"

- - -

عمران انہیں گھورے جا رہا تھا اور وہ سر جھکائے ہوئے بیٹھے تھے دفعتہً اس نے کہا۔

"تم دونوں کو سزا ضرور ملے گی۔ لیکن یہاں نہیں۔ گھر پہنچ کر کم از کم تین دن تک الٹا لٹکائے رکھوں گا۔"

"ب... باس" جوزف ہکلایا۔ "جیمسن کا کوئی قصور نہیں میں نے ہی اسے تمہارے تعاقب پر مجبور کیا تھا۔"

"اچھا تو صرف تم ہی تین دن الٹے لٹکے رہو گے۔"

"تمہارے لئے تین دن تک الٹا لٹکا رہ سکتا ہوں۔ کبھی آزماؤ تو اپنے اس غلام کو۔"

"دیکھوں گا.... دیکھوں گا۔" وہ اسے گھونسہ دکھا کر بولا۔

"آخر ہماری وجہ سے کیا نقصان پہنچا ہے آپ کو۔" جیمسن کسی قدر ہچکچاہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"میری پوری اسکیم چوپٹ ہو گئی تھی تمہاری حماقت کی وجہ سے۔ اگر میرا نجی معاملہ نہ ہوتا تو یہیں تمہیں سخت ترین سزا مل جاتی اگر تم اس رات پکڑے نہ جاتے تو کسی دشواری کے بغیر سنیٹر میرے قابو میں آجاتا اور پھر پورے سارڈینیا میں منشیات کا ایک بھی اڈہ باقی نہ بچتا سنیٹر اور مونیکا کی موت نے

سارا کھیل بگاڑ دیا۔"

"اڈل تیا کا اڈہ تو ختم ہی ہو گیا۔"

"ہاں اسے ختم ہی ہونا تھا۔"

"تو آپ نے یہ دردِ سر محض دوستی کی بنا پر مول لیا تھا؟"

"یہی سمجھ لو! ورنہ مجھے چرس یا گانجے سے کیا سروکار۔"

یہ تینوں اس وقت ہوٹل ڈی شیو میں جوزف کے کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے پروگرام بن رہا تھا کہ جوزف اور جیمسن تو وطن واپس چلے جائیں گے اور عمران مزید تین ہفتے کی چھٹیاں اٹلی ہی کے کسی حصے میں گزارے گا۔

دفعتہً کسی نے دروازے پر دستک دی اور وہ چونک پڑے۔ پھر جیمسن نے اٹھ کر دروازہ کھولا تھا۔

سامنے وہی دونوں شلوار سوٹ نظر آئے جن کی وجہ سے اتنا بکھیڑا ہوا تھا۔

"السلام علیکم جی!" معمر آدمی نے بڑے ادب سے عمران کو سلام کیا تھا

"آؤ... جی... پہلوان کہو۔ کیا رنگ ہیں۔" عمران اٹھتا ہوا بولا

دونوں اندر آ گئے۔ نوجوان بالکل خاموش تھا۔ معمر آدمی نے کہا

"اڈلیاری صاحب نے بھیجا ہے... جی!"

"پھر۔؟"

"بس جی گانجے کا کباڑا ہو گیا۔ لیکن اب چرس بھی نہیں چلے گی۔"

"نہ چلے جی۔ یہی کیا کم ہے کہ ہم سب نے مل کر ایک قومی خدمت کر ڈالی۔ اور جی ہمیں معاف کر دو۔ تم بھی بچارے ہی نکلے ہو۔ اوڈلیاری صاحب نے بتایا ہے۔"

"ہاں پہلوان ہم سبھوں کو اللہ معاف کرے۔"

"ضرور معاف کرے گا جی۔ ہم نے گانجہ دیش کو پچھاڑا ہے۔ اور جی ہم اوڈلیاری صاحب کی مدد کریں گے ہم جانتے ہیں کہ پورے سارڈینیا میں کہاں کہاں گانجہ فروشی ہوتی ہے اسی لئے تو اوڈلیاری صاحب نے بھیجا ہے کہ ہم تم سے بات کریں۔"

"اوڈلیاری صاحب سے کہہ دینا... اب بس... اب مکھیاں آپ ماریں۔ اور تم ان کی مدد کرو۔"

"پہلوان جی چرس کے لئے سفارش کر دو۔ تم تو دوست ہو ان کے۔"

"بس چلے جاؤ پہلوان جی ورنہ ایسا دھوبی پاٹ ماروں گا کہ دن کو تارے نظر آ جائیں گے۔"

وہ "ہی ہی ہی ہی" کر کے خاموش ہو گیا۔ جیمسن کبھی حیرت سے ان دونوں کی طرف دیکھنے لگتا اور کبھی عمران کی طرف۔

ختم شد

۱۔ خوفناک عمارت	۵-۵۰	۱۱۔ پتھر کا خون	۵-۵۰
۲۔ چٹانوں میں فائر	۵-۵۰	۱۲۔ لاشوں کا بازار	۸-۰۰
۳۔ پُراسرار چیخیں	۵-۵۰	۱۳۔ قبر اور خنجر	۵-۵۰
۴۔ بھیانک آدمی	۵-۵۰	۱۴۔ آہنی دروازہ	۵-۵۰
۵۔ جہنم کی رقاصہ	۵-۵۰	۱۵۔ کالے چراغ	۵-۵۰
۶۔ نیلے پرندے	۵-۵۰	۱۶۔ خون کے پیاسے	۵-۵۰
۷۔ سانپوں کے شکاری	۵-۵۰	۱۷۔ الفانسے	۵-۵۰
۸۔ رات کا شہزادہ	۵-۵۰	۱۸۔ درندوں کی بستی	۸-۰۰
۹۔ دھوئیں کی تحریر	۵-۵۰	۱۹۔ گمشدہ شہزادی	۵-۵۰
۱۰۔ لڑکیوں کا جزیرہ	۵-۵۰	۲۰۔ حماقت کا جال	۵-۵۰